ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۱۱ر فروری ۲۰۰۰ء شمارہ ۶
۵ر ذوالقعدہ ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۱۱ر تبلیغ ۱۳۷۹ ہجری شمسی

مساکین سے محبت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

"اے اللہ مجھے مسکین ہونے کی حالت میں زندہ رکھ۔ اور مسکین ہونے کی حالت میں وفات دے اور مساکین کے زمرہ میں میرا حشر فرما"۔

(جامع ترمذی، کتاب الزھد باب فقراء المہاجرین)

خلاصہ درس قرآن کریم رمضان المبارک ۱۹۹۹ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رمضان المبارک کے دوران مسجد فضل لندن میں درس قرآن مجید ارشاد فرمایا۔ اس درس قرآن کا خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کرکے قارئین کی خدمت میں قسط وار پیش کررہا ہے۔ یہ سلسلہ اختتام درس تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ۔ (مدیر)

درس قرآن کریم ۲۷ر دسمبر ۱۹۹۹ء۔ (سورۃ الانعام آیت ۳۴ تا ۵۳)

آیت نمبر ۳۴: "قَدْ نَعْلَمُ اِنَّہٗ لَیَحْزُنُکَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّھُمْ لَایُکَذِّبُوْنَکَ.........الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ ترمذی کتاب تفسیر القرآن سورۃ الانعام میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ "ابوجہل نے رسول اللہؐ سے کہا کہ ہم تیری تکذیب نہیں کرتے لیکن اس کی تکذیب کرتے ہیں جسے تو لایا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنَّھُمْ لَایُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دراصل یہ بھی ان کی شیطانی ہوتی تھی کہ ہم تیری تکذیب نہیں کرتے ہیں۔ آنحضورؐ کو تو وہ جھوٹا کہہ ہی نہیں سکتے تھے اس لئے کہ آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ جب آپؐ کی تعلیم کو جھٹلاتے ہیں تو دراصل یہ آپؐ کی ہی تکذیب تھی۔

آیت نمبر ۳۶: "وَاِنْ کَانَ کَبُرَ عَلَیْکَ اِعْرَاضُھُمْ.........الخ"۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "آنحضرتؐ بہت جلد فیصلہ کفار کے حق میں چاہتے تھے مگر خدا تعالیٰ اپنے مصالح اور سنن کے لحاظ سے بڑے توقف اور حلم کے ساتھ کام کرتا ہے۔ لیکن آخرکار آنحضرتؐ کے دشمنوں کو ایسا کچلا اور پیسا کہ ان کا نام و نشان مٹا دیا۔ اسی طرح پر ممکن ہے کہ ہماری جماعت کے بعض لوگ طرح طرح کی گالیاں، افتراپردازیاں اور بدزبانیاں خدا تعالیٰ کے سچے سلسلہ کی نسبت سن کر اضطراب اور استعجال میں پڑیں مگر انہیں خدا تعالیٰ کی اس سنت کو جو نبی کریمؐ کے ساتھ برتی گئی ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔ اس لئے میں پھر اور بار بار تاکید حکم کرتا ہوں کہ جنگ و جدال کے مجمعوں، تحریکوں اور تقریبوں سے کنارہ کشی کرو اس لئے کہ جو کام تم کرنا چاہتے ہو یعنی دشمنوں پر حجت پوری کرنا، وہ اب خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے"۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۲۰ مورخہ ۳۱ر مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

آیت نمبر ۳۷: "اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ ....الخ"۔ علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ "واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے ایمان قبول نہ کرنے اور کفر نہ چھوڑنے کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ کہ آپ جن لوگوں کو اس بات کی ترغیب و تحریص دلا رہے ہیں کہ وہ آپ کی تصدیق کریں وہ بمنزلہ مُردوں کے ہیں جو سنتے نہیں اور قبول تو صرف وہ کرتا ہے جو بات سنے۔ مذکورہ مفہوم ہی میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی"۔

علامہ ابوعبداللہ القرطبی فرماتے ہیں کہ "اَلْمَوْتٰی" سے مراد کفار ہیں۔ حسن بصریؒ اور مجاہد سے مروی ہے کہ کفار مُردوں کی طرح ہیں کیونکہ نہ وہ قبول کرتے ہیں اور نہ دلیل کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

باقی اگلے صفحہ پرملاحظہ فرمائیں

خاوند اپنے اهل وعیال پرنگران هے اور عورت اپنے خاوند کے گھرکی نگران هے۔ هرایک نگران اپنی رعیت سے متعلق پوچھا جائے گا

مرد گھر کا کشتی بان ہوتا ہے۔ اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی۔ اس کی رستگاری کے ساتھ اس کے اہل و عیال کی رستگاری ہے

اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاهتا هے۔ اگر تم اپنی اصلاح چاهتے هو تو یه بهی لازمی امر هے که گهر کی عورتوں کی اصلاح کرو

آنحضرت ﷺ کی احادیث اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیه السلام کے حواله سے میاں بیوی کے حقوق کے متعلق اہم نصائح

(خلاصه خطبه جمعه ۲۸ر جنوری ۲۰۰۰ء)

لندن (۲۸ر جنوری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آیت کریمہ " وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ....الخ"۔ (البقرہ: ۲۲۹) کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا۔ مردوں اور عورتوں کے آپس میں حقوق کا جو مضمون بیان ہو رہا ہے اس سلسلہ میں بعض احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش کرتے ہوئے احباب کو ضروری نصائح فرمائیں۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت پر نگران ہے اور اس کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ خاوند اپنے اہل و عیال پر نگران ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ تم خدا کی رضا چاہتے ہوئے جو خرچ بھی کرو گے اس پر تمہیں ضرور اجر ملے گا یہاں تک کہ ایک لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق آنحضرت ﷺ نے اپنی محبت کو خدا کی محبت میں ملا دیا تھا۔ بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا ایک محبت کا اظہار ہے۔ اگر اسے خدا کی محبت میں گوندھ دیا جائے تو یہی چیز پیار کا اظہار بھی بن جائے گی اور عبادت بھی بن جائے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کا ایک اور ارشاد پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ اگر ایک دینار تو خدا کی راہ میں خرچ کرے اور ایک دینار تو گردن آزاد کرانے پر خرچ کرے اور ایک دینار تو کسی مسکین پر خرچ کرے اور ایک دینار تو اپنے اہل پر خرچ کرے تو ان میں سے سب سے زیادہ اجر اُس دینار کا ہوگا جو تو نے اپنے اہل پر خرچ کیا ہوگا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے وہ بظاہر باہر والوں کی نظر سے ہٹ کر خرچ کرتا ہے اور خدا کی خاطر خرچ کرتا ہے اس لئے فرمایا کہ جو دینار اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے وہ باہر کے خرچ سے بہتر ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اسی طرح مختلف احادیث نبویہ کے حوالہ سے مرد و عورت کے باہمی حقوق کے مضمون کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر فرمایا اور پھر

باقی صفحہ نمبر ۸پر ملاحظه فرمائیں

بقیہ:درس القرآن از صفحہ اول

یَبْعَثُھُمُ اللّٰہ سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حساب کے لئے کھڑا کرے گا اور پہلے قول کے مطابق آیت کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کو اللہ تعالیٰ اور رسول کریمؐ پر ایمان کے لئے ہدایت کی توفیق دے گا۔ حسن بصریؒ کا قول ہے کہ کافروں کی بعثت سے مراد ان کا شرک کو چھوڑ کر اے محمدؐ تجھ پر ایمان لانا ہے اور کافروں کی یہ بعثت موت کے وقت ہوگی"۔(تفسیر قرطبی)

آیت نمبر ۳۸:" وَقَالُوْا لَو لَانُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ....الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ان پر آیات تو بے شمار اتاری جاتی رہیں جیسے شق القمر کا نشان انہوں نے دیکھا اور اس کے علاوہ بے شمار نشانات دیکھے لیکن وہ اساطیر الاولین ہی کہہ کر ردّ کرتے رہے۔ خدا تعالیٰ تو یقیناً قدرت رکھتا ہے کہ مزید نشانات اتارے لیکن یہ ہمیشہ کی طرح ردّ ہی کرتے چلے جائیں گے۔

آیت نمبر ۴۰:"وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ بُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ..........الخ"۔علامہ محمود بن عمر الزمخشری تفسیر کشاف میں فرماتے ہیں صُمٌّ یعنی وہ کسی متوجہ کرنے والے کا کلام نہیں سنتے۔بُكْمٌ یعنی وہ حق بات نہیں کرتے۔وہ کفر کے اندھیروں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔پس وہ اس یعنی (قرآن، آنحضورؐ اور تعلیمات اسلامی) میں غور و فکر کرنے سے غافل ہیں۔

آیت نمبر ۴۳:"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ..............الخ"۔ حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں "غرض اس رکوع میں بتایا ہے کہ ہم رسول بھیجتے رہتے ہیں اور ان کے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوتا ہے کہ تمام اقوام کو بَاْسَاء، قسم قسم کی بیماریوں میں پکڑ لیتے ہیں۔غرض کیا ہوتی ہے؟لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ تضرع اختیار کریں"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے طاعون کے بارہ میں تضرع سے دعا کی تھی۔پس آج بھی تضرع کرنے والے اسے آزما کر دیکھ سکتے ہیں کہ کیسے خدا تعالیٰ ایسی تضرع کو قبول فرماتا ہے۔

حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں "یہاں قادیان میں پچھلے دنوں طاعون پھیلنے لگا۔میں نے خدا کی جناب میں نہایت تضرع سے دعا کی کہ ابھی تیری چھوٹی سے جماعت ہے۔اب تو اس جماعت میں اس درجہ کا دعا کرنے والا بھی نہیں۔پس تو اپنا فضل کر۔میں دیکھتا ہوں کہ طاعون معاً چلا گیا۔جو بیمار تھا وہ بھی اچھا ہو گیا۔یہ تضرع کا نتیجہ ہے"۔(ضمیمہ اخبار البدر قادیان ۔ ۲۶/اگست ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۵۰،۱۵۱)

آیت نمبر ۴۵:" فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ..........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بَغْتَةً تو زلزلے آیا ہی کرتے ہیں لیکن جب پیشگوئیوں کے مطابق ہوں تو وہ نشان ہوا کرتے ہیں چنانچہ کانگڑہ کا جو زلزلہ تھا وہ پیشگوئی کے مطابق تھا۔چنانچہ کس طرح فوق العادت طور پر امام وقت کی تائید کرنے والوں کو اس سے بچایا گیا تھا۔ایسے خطرناک علاقوں میں بھی جہاں بہت شدید نقصان ہوا احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ رہے اور کوئی بھی اس میں مارا نہیں گیا۔

آیت نمبر ۴۶:" فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا..........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ غلام دستگیر قصوری نے حضرت مسیح موعودؑ کو چیلنج کیا تھا۔اس بارہ میں حضور فرماتے ہیں "مولوی غلام دستگیر نے میرے صدق یا کذب کا فیصلہ آیت فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پر چھوڑا تھا جس کے اس محل پر یہ معنی ہیں کہ جو ظالم ہوگا اس کی جڑ کاٹ دی جائے گی اور یہ امر کسی اہل علم پر مخفی نہیں کہ آیت ممدوحہ بالا کا مفہوم عام ہے۔جس کا اس شخص پر اثر ہوتا ہے جو ظالم ہے۔پس ضروری تھا کہ ظالم اس کے اثر سے ہلاک کیا جاتا۔لہٰذا چونکہ غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم تھا اس لئے اس قدر بھی اس کو مہلت نہ ملی جو اپنی کتاب کی اشاعت کو دیکھ لیتا۔اس سے پہلے ہی مر گیا اور سب کو معلوم ہے کہ وہ اس دعا سے چند روز بعد ہی فوت ہو گیا"۔(حقیقۃ الوحی ، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۴ مطبوعہ لندن)

آیت نمبر ۴۷:" قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ..........الخ"۔ علامہ فخرالدین رازی فرماتے ہیں کہ "اس کلام سے مقصود اُن امور کا تذکرہ ہے جو صانع حکیم ہستی کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ اعضاء انسانی میں سے سب سے افضل کان، آنکھ اور دل ہیں۔کان قوتِ سامعہ کا محل، آنکھ قوّت باصرہ کا محل اور دل، حیات عقل اور علم کا محل ہے"۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں پہلے بھی تفصیل سے بیان کر چکا ہوں اس لئے مزید تفصیل کی ضرورت نہیں۔ مختصراً یہ کہا گر کان ہی کو لے لیں تو کان کے اندر ایسے آلات بنائے گئے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی معقول انسان اس پر غور فکر کر کے انکار نہیں کر سکتا کہ اس کی بناوٹ اتفاقاً نہیں ہے۔چمگادڑ کے کان ہی کو لے لیں۔اس کے کان کو اس کا آنکھ کا قائم مقام بنا دینا بھی کمال ہے۔(اس طرح آنکھ کے بارہ میں بھی حضور ایدہ اللہ نے اپنی کتاب "Revelation,Rationality,Knowledge & Trurh" میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہوئی ہے ۔ مرتب) پس اگر آنکھ کے اندھوں کو سَو سَو حجاب نہ پیدا ہو جائیں تو یہ امور خدا تعالیٰ کی ہستی پر زبردست دلیل ہیں۔

آیت نمبر ۴۹:" وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ.......... الخ"۔حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "اگر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ لکھا ہو کہ اب نبوت سے کچھ باقی نہیں رہا مگر مبشرات و منذرات، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ نبی نہ تھے۔نادانی ہے کیونکہ یہ چیز تو نبوت کی شرائط میں سے ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔فرماتا ہے کہ ہم رسولوں کو جو بھیجتے ہیں تو ان کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ مبشرات و منذرات لاتے ہیں۔اب کیسے تعجب کی بات ہے کہ جس بات کو اللہ تعالیٰ عین نبوت قرار دے اسی کو نبوت کے انکار کی دلیل قرار دیا جائے"۔

آیت نمبر ۵۰:" وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایک عذاب تو وہ ہوتا ہے جو آسمان سے اترا کرتا ہے اور ایک عذاب وہ ہوتا ہے جس کے بارہ میں لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم اس سے چھٹکارا حاصل کر لیں گے لیکن وہ ساتھ چمٹ کر رہ جاتا ہے۔یہ ایسی بے حیائیاں ہوتی ہیں کہ جو انہیں گھیر لیتی ہیں اور عذاب بن کر ساتھ لگ جاتی ہیں۔ آنحضورؐ نے بہت سی بے حیائیوں کا ذکر فرمایا تھا کہ پھر اللہ انہیں ایسے عذابوں سے پکڑے گا جس کی کوئی پہلے مثال نہ گزری ہوگی۔ چنانچہ اب ایڈز (Aids) کو بھی "ایک قسم کی طاعون" ہی کہا جاتا تھا۔

آیت نمبر ۵۱:" قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ ....الخ"۔ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "کیا اندھا اور بینا مساوی ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔پس جب ہم اس بات کو دیکھتے ہیں تو پھر کس قدر غلطی ہے کہ ہم اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔غرض یہ ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرنا چاہئے اور مقابلہ مومن کے لئے تیار ہو جانا دانشمند انسان کا کام نہیں ہے۔اور مومن کی شناخت ان ہی آثار اور نشانات سے ہو سکتی ہے جو ہم نے ابھی بیان کئے ہیں۔اسی فراست الٰہیہ کا رعب تھا جو صحابہ کرامؓ پر تھا اور ایسا ہی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ رعب بطور نشان الٰہی آتا ہے۔وہ پوچھ لیتے تھے کہ اگر یہ وحی الٰہی ہے تو ہم مخالفت نہیں کرتے اور وہ ایک ہیبت میں آجاتے تھے ....جو لوگ یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ مومن کے ساتھ خدا ہے،وہ اس کی مخالفت چھوڑ دیتے ہیں اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو تنہا بیٹھ کر اس پر غور کرتے ہیں"۔(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۴۲،۱۴۳)

آیت نمبر ۵۲:"وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ..........الخ"۔الکشاف میں ہے "لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ اور کہا گیا ہے کہ شَفَاعَةٌ حَسَنَةٌ سے مراد مسلمان کے لئے دعا کرنا ہے۔کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے شفاعت کرنے کے مفہوم میں آتا ہے اور آنحضورؐ سے مروی ہے کہ "جو اپنے غیر حاضر بھائی کے لئے دعا کرتا ہے اس کی دعا قبول ہو گی اور فرشتہ اس کے حق میں کہے گا کہ تیرے لئے بھی ویسا ہی ہو"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انذار، تبشیر کا پیش خیمہ ہوا کرتا ہے۔ عقل والی قوموں کو ہم دیکھتے ہیں کہ سڑکوں پر انذار لکھے ہوتے ہیں۔ کہیں Sharp Bend، کہیں Ice وغیرہ وغیرہ۔ تو جب عقل والی قومیں دنیاوی طور پر انذار سے فائدہ اٹھاتی ہیں تو عقل والی مذہبی قوموں میں بھی انذار سے لازماً تبشیر کے رنگ میں فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور دراصل اسی کی تاکید اس آیت میں کی گئی ہے۔

آیت نمبر ۵۳:"وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ......الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں آنحضورؐ کو خطاب ہے لیکن ساری امت اس سے مراد ہے۔

علامہ فخرالدین رازی فرماتے ہیں کہ "يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ سے مراد ہے وہ خدا تعالیٰ کی ذات کو چاہتے ہیں اور وَجْهٌ کا لفظ انہوں نے تعظیم کی خاطر اختیار کیا۔ جس طرح کہ وَجْهٌ کا لفظ رائے اور دلیل کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ جو شخص کسی کی ذات کو پسند کرتا ہے وہ اس کا چہرہ دیکھنا پسند کرے گا اور چہرہ کا دیکھنا لوازم محبت میں سے ہے۔اس وجہ سے وَجْهٌ کا لفظ محبت اور طلبِ خوشنودی کے لئے بطور کنایہ ہے"۔

☆......☆......☆

درس قرآن کریم ۲۸/دسمبر ۱۹۹۹ء۔(سورۃ الانعام آیت ۵۴ تا ۷۱)

آیت نمبر ۵۴:"وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ....الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ لسان عرب میں ہے شُكْرٌ، نعمت کا تصور کرنا اور اس کا اظہار کرنا شکر کہلاتا ہے۔......اَلشَّكُوْرُ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے اور اس کے معنی ہیں کہ بندوں کے تھوڑے اعمال بھی اس کے ہاں بڑھ جاتے ہیں اور ان کو کئی گنا بدلہ دیا جاتا ہے اور اس کا اپنے بندوں کا شکر کرنا یہ ہے کہ وہ ان کی مغفرت کر دیتا ہے"۔

آیت نمبر ۵۵:" وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ....الخ"۔حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے "وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ،اس میں فرمایا ہے کہ یہ غریب ایمان دار اسی کے مستحق نہیں کہ ان کو دھتکارا نہ جائے بلکہ یہ بڑی بڑی بشارتیں سننے کے مستحق ہیں"۔

آیت نمبر ۵۸:"قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ ....الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عذاب جلد آنے کا حقیقی طور پر تو کوئی بھی مطالبہ نہیں کیا کرتا۔ یہ جو جلدی کرتے ہیں یہ نبی کو جھوٹا کرنے کے لئے کرتے ہیں کیونکہ انہیں یقین ہی نہیں ہوتا کہ عذاب آ بھی سکتا ہے۔ یہ شیطانی حصے ہیں ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔ یقین کامل ہونا چاہئے کہ خدائی وعدے بہر حال پورے ہو کر رہنے والے ہیں۔ تھوڑے بہت آنکھوں کے سامنے پورے ہوتے بھی رہتے ہیں صرف غور و فکر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ہاں وقت کے اندازے اور ہوتے ہیں اور انسان کے ہاں اندازے اور ہوتے ہیں اس لئے دھوکہ میں نہیں رہنا چاہئے۔

آیت نمبر ۶۰:" وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ..........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض اعتراض کرتے ہیں کہ چابیوں کے لئے تو لفظ مَفَاتِيْح آتا ہے لیکن یہاں مَفَاتِح آیا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ خزانوں اور کنجیوں دونوں کے لئے یہ لفظ آتا ہے۔ چنانچہ مفردات امام راغب میں ہے۔"اَلْمِفْتَح وَالْمِفْتَاح وہ چیز جس سے دوسری چیز کھولی جائے (یعنی کنجی)۔اس کی جمع مَفَاتِيْحُ اور مَفَاتِحُ ہے"۔

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

مطالعہ قرآن

قصہ ایک اونٹنی کا!!

نصیر احمد قمر

یوں تو آپ نے بہت سے قصے سنے ہونگے لیکن یہ قصہ کئی پہلوؤں سے ایک منفرد اور ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

☆......یہ قصہ مبنی برحق وصداقت ہے۔

☆......یہ سبق آموز بھی ہے اور ایمان افروز بھی۔

☆......اس میں تذکیر بھی ہے اور تحذیر بھی۔

☆......نصیحت کا سامان بھی ہے اور درس عبرت بھی۔

یہ قصہ ہے ایک اونٹنی کا لیکن یہ اونٹنی کوئی معمولی اونٹنی نہیں تھی بلکہ غیر معمولی عظمت اور شان کی حامل تھی۔ یہ اونٹنی خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی کی اونٹنی تھی۔ چونکہ یہ اونٹنی خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے وقف تھی اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوئی اور نَاقَةُ اللّٰه کے نام سے معروف ہوئی۔ پھر اس اونٹنی کی عظمت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کا ذکر قرآن مجید میں قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا گیا اور اسے "آیَةً" یعنی ایک عظیم الشان نشان قرار دیا گیا۔ اس کے ذریعہ ایک قوم کی آزمائش کی گئی اور جن لوگوں نے اس اونٹنی کو تکلیف پہنچائی اور ظلم سے کام لیتے ہوئے اسے جان سے مار ڈالا وہ خدا کے غضب کا نشانہ بنے۔ اس کا قہر ان پر ٹوٹا اور وہ نہایت ذلت کے ساتھ ہلاک کر دئے گئے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ یہ قوم بڑی ترقی یافتہ، خوشحال اور متمول تھی۔ لیکن قسما قسم کی برائیوں میں مبتلا تھی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان لوگوں کو خدائے واحد کی عبادت کی طرف بلایا اور ملک میں فساد پھیلانے سے باز رہنے کی تعلیم دی۔ انہوں نے اپنی قوم کو تقویٰ کی نصیحت کی اور بتایا کہ میں تم سے اس تعلیم کے بدلہ میں کچھ مانگتا نہیں۔ تم جن مادی ترقیات پر خوش ہو وہ ہمیشہ قائم نہیں رہیں گی۔ نہ یہ باغات رہیں گے نہ چشمے، نہ کھیتیاں، نہ کھجوریں جن کے خوشے بوجھ کی وجہ سے ٹوٹے پڑتے ہیں۔ تم لوگ بڑے فخر سے پہاڑ کھود کھود کر مکان بناتے ہو مگر عزت حاصل کرنے کا یہ طریق نہیں۔ عزت حاصل کرنے کا طریق یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو اور جو لوگ حد سے نکل جانے والے ہیں ان کی فرمانبرداری مت کرو۔ اسی طرح وہ لوگ جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے ان کے پیچھے مت چلو۔

یہ وہ پیغام تھا جو حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو دیا۔ بڑا سچا، صاف اور سیدھا اور نیکی اور بھلائی پر مشتمل یہ پیغام ہے لیکن جن لوگوں پر شیطان نے قبضہ جما لیا ہو وہ بھلا کب ایسی باتوں پر کان دھرتے ہیں۔ انہوں نے پہلے تو ہنسی اور تمسخر میں بات اڑائی۔ پھر مختلف اعتراضات کرتے رہے۔ اور یوں بتدریج اپنی دشمنی اور عداوت میں بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ بالآخر انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ لیکن خدا نے ان کی اس خواہش کو پورا نہ ہونے دیا اور اس سے قبل ہی وہ لوگ ایک ہولناک زلزلہ سے تباہ کر دئے گئے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے جب قوم کو خدا کا پیغام پہنچایا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلایا تو ان لوگوں کا ردِ عمل یہ تھا:

"قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْكُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَا اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ"۔ (سورة هود:۶۳)

انہوں نے کہا اے صالح! یقیناً تو اس سے پہلے ہمارے اندر امیدوں کا مرجع تھا۔ کیا تو ہمیں روکتا ہے کہ اس کی پوجا کریں جسے ہمارے آباء و اجداد پوجتے رہے۔ اور ہم یقیناً اس بارہ میں جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے بے چین کر دینے والے شک میں (مبتلا) ہیں۔

دراصل حضرت صالح علیہ السلام کی بعثت سے قبل کی زندگی ان لوگوں کے سامنے تھی۔ وہ آپ کی قابلیت اور نیکی سے بے حد متاثر تھے۔ لیکن جب آپ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی ہونے کا اعلان فرمایا تو قوم آپ سے ناراض ہوگئی۔ اور شکوے کرنے لگی کہ ہمیں تو آپ سے بہت توقعات تھیں۔ آپ تو ہماری امیدوں کا مرکز تھے۔ آپ کے ذہن رسا اور خداداد صلاحیتوں کو دیکھ کر ہم سمجھتے تھے کہ آپ باپ دادا کی عزت کو بلند کریں گے لیکن آپ تو الٹا ان کی جڑیں کاٹنے لگ گئے ہیں اور باپ دادوں کے طریق عبادت کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کی تعلیم دیتے ہیں۔

حضرت صالحؑ پر الزامات

پھر جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت صالح علیہ السلام پیغام توحید کی اشاعت سے نہیں رکتے تو انہوں نے قسما قسم کے بے بنیاد اور غلط اعتراضات کرنے اور جھوٹے اتہامات لگانے شروع کر دئے۔ انہوں نے کہا:

"اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ" (سورة الشعراء ۱۵۴)

ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے کھانا دیا جا رہا ہے یعنی ہمیں تباہ کرنے کے لئے کوئی غیر حکومت تجھے مدد دے رہی ہے۔ یوں انہوں نے آپ پر غیر ملکی ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا۔

پھر وہ لوگ اس سے بھی آگے بڑھے اور آپ کو گالیاں دینے لگے۔ انہوں نے کہا "ءَ اُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ"۔ (القمر:۲۶) کیا خدا کی وحی ہم میں سے (صرف) اس پر نازل کی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سخت جھوٹا اور متکبر ہے۔

دشمنوں کا ارادہ

لیکن جب حضرت صالح علیہ السلام کے مخالفین کے اس دن رات کے جھوٹے پراپیگنڈہ، غلط اور بے بنیاد اعتراضات اور صبح و شام کی گالی گلوچ کے باوجود پیغام حق دن بدن پھیلتا چلا گیا اور انہوں نے دیکھا کہ ان کے سب حربے بے اثر جا رہے ہیں اور عقلمند طبقہ ان کے اس پروپیگنڈہ سے متاثر نہیں ہو رہا بلکہ روز بروز صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے تو انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں پر شب خون مار کر انہیں ہلاک کرنے کا ایک خوفناک منصوبہ تیار کیا۔

اگرچہ قوم کی اکثریت صالح علیہ السلام پر ایمان نہیں لائی تھی اور بعض کھلم کھلا اور بعض اپنی خاموشی کے ذریعہ شریک جرم تھے لیکن قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی مخالفت میں پیش پیش ائمۃ التکفیر کی تعداد نو (۹) تھی۔ انہی نو (۹) اکابرین اور مدبرین قوم نے یہ خطرناک سازش تیار کی اور پھر ساری قوم کو اس کام کے لئے اکسایا بلکہ ان سے قسمیں لیں کہ وہ صالحؑ اور ان کے ساتھیوں کو جان سے مار ڈالیں گے۔ اور اس سازش کی بنیاد انہوں نے کذب بیانی اور دروغگوئی پر رکھی اور کہا کہ اگر کسی نے پوچھا کہ کیا تم نے صالحؑ پر حملہ کیا تھا تو ہم صاف انکار کر دیں گے اور کہیں گے کہ ہمیں تو اس کا بالکل علم نہیں اور ہم اپنی سچائی کو بڑے زور شور سے ظاہر کریں گے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۔ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ"۔ (النمل:۴۹،۵۰)

اور (اُس کے) مرکزی شہر میں نو اشخاص تھے جو ملک میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے کہا آپس میں اللہ کی قسمیں کھاؤ کہ ہم ضرور اس پر اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے۔ پھر ہم ضرور اس کے سرپرست سے کہیں گے کہ ہم نے تو اس کے گھر والوں کی ہلاکت کا مشاہدہ نہیں کیا اور یقیناً ہم سچے ہیں۔

غور فرمائیے کہ اللہ کے نبی حضرت صالحؑ کے مخالفین نے ملک میں فساد پھیلانے کے لئے اور اپنے گندے اور ناپاک عزائم کو پورا کرنے کے لئے کیسا ہولناک منصوبہ گھڑا اور پھر کس طرح جھوٹ سے کام لیتے ہوئے ایسی سازشوں سے بالکل لاتعلقی کا اظہار کرنے کا ارادہ کیا۔

اللہ کی تدبیر

الغرض یہ سازش تھی جو حضرت صالح علیہ السلام کے خلاف تیار کی گئی۔ لیکن قبل اس کے کہ دشمن حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے مومن ساتھیوں پر شب خون مارتے خدا تعالیٰ کی تقدیر ایک اور رنگ میں ظاہر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَكَرُوْا مَكْرًا فَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَايَشْعُرُوْنَ . فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَ قَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ"۔ (النمل:۵۱،۵۲)

اور انہوں نے بہت بڑا مکر کیا اور ہم نے بھی ایک (جوابی) مکر کیا اور وہ کچھ نہ سمجھ سکے۔ پس دیکھ کہ ان کے مکر کا کیسا انجام ہوا کہ ہم نے اُن کو اور ان کی تمام قوم کو ہلاک کر دیا۔

گویا وہی بات ہوئی کہ۔

لوٹنے نکلے تھے وہ امن و سکونِ بیکساں
خود اُنہی کے لٹ گئے حسن و شباب زندگی

اللہ کی اونٹنی

ہوا یوں کہ حضرت صالح علیہ السلام کے پاس ایک اونٹنی تھی جس پر سوار ہو کر آپ پیغام حق پھیلانے کے لئے اردگرد کے علاقوں میں تشریف لے جاتے تھے اور قریہ قریہ، بستی بستی پھر کر دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ آپ کی اس تبلیغ سے مُکَذِّبِیْن کا دل بہت دکھتا تھا اور آپ کی اس دعوت الی اللہ سے ان کے سینوں پر گویا انگارے دہکتے تھے۔ اس زمانہ میں آج کی طرح پریس اور مطبع خانے تو تھے نہیں کہ آپ کتب شائع کرتے یا رسائل و اخبارات یا پمفلٹس یا اشتہارات کے ذریعہ خدا کا پیغام دنیا میں پھیلاتے۔ نہ ہی آج کی طرح کاریں، بسیں، ریل گاڑیاں یا جدید سواریاں موجود تھیں جن کے ذریعہ سفر کر کے آپ تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے۔ آپ کے پاس تبلیغ کا واحد ذریعہ وہ اونٹنی تھی جس پر سوار ہو کر آپ تبلیغی سفروں پر جاتے اور دعوت الی اللہ کرتے تھے۔ لیکن اس طرح آپ کا ملک میں آزادانہ چلنا پھرنا منکرین کو ہرگز پسند نہ تھا۔ اس سے ان کی دلآزاری ہوتی تھی اور وہ آپ کی اس دینی تگ ودو کو انتہائی نفرت اور غصہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے پہلے قدم کے طور پر آپ کے تبلیغی سفروں میں روکیں ڈالنی شروع کیں۔ جب آپ تبلیغ کے لئے اردگرد کے علاقوں میں نکل جاتے تو کسی جگہ کے لوگ کہتے کہ ہم ان کی اونٹنی کو اپنے گھاٹ سے پانی نہیں پینے دیں گے۔ کسی جگہ کے لوگ کہتے کہ ہم کھانے کے لئے کچھ نہیں دیں گے۔ ان کی غرض یہ تھی کہ جب انہیں اونٹنی کے لئے پانی اور چارہ وغیرہ نہ ملا تو خود بخود اس قسم کے سفروں سے رک جائیں گے اور تبلیغ بند ہو جائے گی۔ ورنہ انہیں اس اونٹنی سے تو کوئی دشمنی نہ تھی۔

حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو اس طرح اشاعت حق میں روکیں کھڑی کرنے سے باز رہنے کی بارہا تلقین کی اور فرمایا کہ اس اونٹنی کو کچھ نہ کہو، اسے آزادی سے ملک میں پھرنے دو کیونکہ یہ اونٹنی خدا کی اونٹنی ہے اور اسے تمہارے لئے ایک نشان مقرر کیا گیا ہے اور اگر تم نے اسے تکلیف پہنچائی تو یاد رکھو ایک دردناک عذاب تم پر پڑنے والا ہے۔

اگرچہ وہ اونٹنی حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی تھی لیکن آپ نے اسے نَاقَةُ اللّٰه یعنی اللہ کی

اونٹنی قرار دیا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے وقف تھی اور توحید کی اشاعت اور الٰہی پیغام کو دنیا میں پھیلانے کا ایک ذریعہ تھی اور اس کا استعمال خالصۃً لِلّٰہ اور دعوت الی اللہ کی غرض سے تھا۔ اس لئے آپؑ نے اسے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب فرمایا۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ جو چیز خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام اور اس کی اشاعت کا ذریعہ بن جائے اسے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ وہ چیز شعائر اللہ میں شامل ہو جاتی ہے اور اس پر بدنیتی سے ہاتھ ڈالنے والے گویا براہ راست خدا تعالیٰ سے لڑائی مول لیتے ہیں جیسے مثلاً خانہ کعبہ کو "بیت اللہ" (یعنی اللہ تعالیٰ کا گھر) کہا جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو زمان و مکان کی حدود و قیود سے آزاد ہے۔ بلکہ زمان و مکان اسی کے پیدا کردہ ہیں۔ اسی طرح اس اونٹنی کو اللہ کی اونٹنی قرار دینے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ سواری کا محتاج ہے (نعوذ باللہ من ذلک) بلکہ وہ تو احد اور صمد ہے اور ہر وقت ہر جگہ موجود ہے اور ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے۔ اور جس طرح جب ابرہہ بیت اللہ کو مسمار کرنے کی غرض سے آیا تو خدا تعالیٰ نے اسے اور اس کے لشکر کو کَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ (کھائے ہوئے بھوسہ کی مانند) کر دیا تھا۔ اسی طرح اس ناقۃ اللہ کو مارنے والے بھی کَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرْ یعنی باڑ بنانے والے کے (درختوں سے) گرائے ہوئے چورے کی طرح ہو گئے۔

حضرت صالح علیہ السلام کا قوم کو انذار

حضرت صالح علیہ السلام کی اس تنبیہ کا ذکر قرآن مجید میں مختلف مقامات پر آیا ہے مثلاً سورۃ اعراف میں فرمایا "هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ"۔ (الاعراف:۷۴)

یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے ایک نشان ہے پس اسے چھوڑ دو کہ یہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ ورنہ اس کے نتیجہ میں تمہیں دردناک عذاب پکڑ لے گا۔

☆......اور سورۃ ھود میں فرمایا:

"وَيَاقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ"۔ (سورۃ ھود:۶۵)

اور اے میری قوم! یہ اللہ کی (راہ میں وقف) اونٹنی تمہارے لئے ایک نشان ہے۔ پس اسے (اپنے حال پر) چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ ورنہ تمہیں ایک عنقریب پہنچنے والا عذاب پکڑ لے گا۔

☆......اور سورۃ الشعراء میں فرمایا: "وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ"۔

(الشعراء:۱۵۷)

اور تم اس (اونٹنی) کو کوئی نقصان نہ پہنچانا ورنہ ایک بڑے دن کا عذاب تم کو آپکڑے گا۔

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اذیت دینے یا اسے مارنے کا مطلب یہ تھا کہ ہم صالحؑ کو ملک میں اشاعت حق کی اجازت نہیں دیتے۔ اور ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم دعوت الی اللہ میں روک پیدا کرتی اور اشاعتِ حق و صداقت پر پابندی عائد کر دیتی ہے تو انہیں ایک "عَذَابٌ اَلِيْمٌ" یعنی دردناک عذاب پہنچا کرتا ہے۔ اور ایسی صورت میں کوئی زیادہ لمبی مہلت نہیں ملا کرتی بلکہ "فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ" کے مطابق بہت جلد آنے والا عذاب اس قوم کو پکڑ لیتا ہے۔ اور وہ عذاب کا وقت پھر معمولی اور مختصر نہیں ہوتا بلکہ وہ عذاب "عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ" بڑے دن کا عذاب ہوتا ہے اور اس قوم کے مصائب کا دور بہت لمبا ہو جاتا ہے۔

اللہ کی اونٹنی کا قتل

بہرحال حضرت صالح علیہ السلام کی بار بار تنبیہ کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور جب ان منکرین نے دیکھا کہ حضرت صالحؑ کی اشاعت دین کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے تو بالآخر انہوں نے آپ کی تبلیغ پر مکمل پابندی کا ارادہ کیا اور آپؑ کے دینی سفروں کے واحد ذریعہ کو ختم کرنے یعنی اس اونٹنی کو جان سے مار ڈالنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور اس غرض سے انہوں نے اپنے ایک رہنما اور سردار کو منتخب کیا اور اسے یہ "کارنامہ" انجام دینے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ قوم کے مطالبہ پر وہ شخص اس اونٹنی کو مارنے کی نیت سے خود آگے آیا۔ قرآن مجید میں آیا ہے:

"فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ"

(سورۃ القمر:۳۰)

اس پر انہوں نے اپنے سردار کو بلایا جس پر وہ آیا اور اس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔

بدبخت لیڈر

معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس کام کو ایک بڑی سعادت سمجھتے تھے اور اس سعادت کے لئے انہوں نے اپنے سردار کو چنا اور اس شخص نے بھی اسے ایک عظیم الشان سعادت اور خوش بختی سمجھتے ہوئے اونٹنی کے قتل کا ارادہ کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا کلام بتاتا ہے کہ وہ شخص قوم کا بدبخت ترین انسان تھا۔ چنانچہ قرآن مجید اسے سعید اور خوش بخت نہیں بلکہ اَشْقٰى (انتہائی بدبخت) قرار دیتا ہے۔ فرمایا: "كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَا۔ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰهَا۔

(سورۃ الشمس:۱۲،۱۳)

ثمود نے اپنی حد سے بڑھی ہوئی سرکشی کی وجہ سے (زمانہ کے نبی کو) جھٹلایا، اس وقت جبکہ اس کی قوم میں سے سب سے بڑا بدبخت اس (زمانہ کے نبی) کی مخالفت کے لئے کھڑا ہوا۔

ساری قوم جرم میں شامل

اگرچہ اس اونٹنی کو اس قوم کے سردار اور رہنما نے قتل کیا تھا اور اس کی کونچیں کاٹیں تھیں اور یہ ایک شخص کا فعل تھا جیسا کہ فَعَقَرَ کے الفاظ سے ظاہر ہے لیکن قرآن مجید نے دیگر مقامات پر واحد کی بجائے جمع کا صیغہ استعمال فرما کر اس اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کے فعل کو ساری قوم کی طرف بھی منسوب فرمایا ہے اور عَقَرُوْهَا کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ (دیکھئے سورۃ الشعراء آیت ۱۵۸، سورۃ الاعراف آیت ۷۸، سورۃ ھود آیت ۶۲ اور سورۃ الشمس آیت ۱۵) اور اس طرح یہ بتلایا کہ اگرچہ یہ اقدام قتل ایک شخص نے کیا ہے لیکن چونکہ اس نے یہ فعل قوم کے مطالبہ پر کیا تھا اور اسے ساری قوم کی حمایت حاصل تھی اور قوم کی اکثریت (عملاً یا اپنی خاموشی کے ذریعہ) اس جرم میں اس کی شریک تھی۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ وہ قوم کا سردار اور رہنما تھا اور رعایا کی اکثریت اس معاملہ میں اس کی ہمنوا تھی اس لئے گویا ایک پہلو سے کہا جا سکتا ہے کہ ساری قوم نے (مل کر) اس اونٹنی کی کونچیں کاٹیں اور اسے ہلاک کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ" (الاعراف:۷۸)

پھر انہوں نے (جوش میں آکر) اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں اور انہوں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔

اللہ کا عذاب

الغرض جب اس طرح اس اونٹنی کو مار کر حضرت صالح علیہ السلام کی اشاعت دین کا سلسلہ ختم کر دیا گیا تو خدا تعالیٰ کا غضب اس قوم پر بھڑکا اور ایک ہولناک زلزلہ سے انہیں نیست و نابود کر دیا گیا کیونکہ اس اونٹنی کے پاؤں کاٹنے کے معنی یہ تھے کہ: "انہوں نے خدا تعالیٰ کو چیلنج کیا اور کہا کہ ہم اپنے ملک میں تیرے نام کو بلند کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ جب انہوں نے خدا تعالیٰ کے لئے اپنے ملک کے دروازے بند کر دئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس ملک کے دروازے ان کے لئے بند کر دئے اور اس نے انہیں اپنی قہری تلوار کا نشانہ بنا دیا"۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ سورۃ الشعراء)

☆......قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اس قوم پر نازل ہونے والے ہولناک عذاب کی تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: "فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ". (الاعراف:۷۹)

پس انہیں زلزلے نے پکڑ لیا اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے رہ گئے۔

"یعنی عذاب کے وقت دعاؤں کے لئے وہ گھٹنوں کے بل گر گئے۔ لیکن چونکہ ایسے وقت میں توبہ کام نہیں دیتی وہ اسی حالت میں مر گئے اور ان کے جسموں پر زلزلہ کی وجہ سے مکان گر گئے۔

(نوٹ: تفسیر صغیر سورۃ الاعراف زیر آیت مذکورہ بالا)

☆......سورۃ ھود میں فرمایا: "وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ. كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ". (ھود:۶۸،۶۹)

اور جنہوں نے ظلم کیا انہیں ایک سخت گونج دار آواز نے آپکڑا۔ پس وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔ گویا وہ ان میں کبھی بسے نہ تھے۔ خبردار! ثمود نے اپنے ربّ کا انکار کیا۔ خبردار! ثمود کے لئے ہلاکت ہو۔

بُعْد کے ایک معنی لعنت یعنی خدا تعالیٰ سے دوری کے بھی ہیں۔ گویا اس آیت میں اس قوم کے لعنتی ہونے کا بھی اعلان کیا گیا۔

☆......سورۃ الشعراء میں فرمایا:

"فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ"۔ (الشعراء ۱۵۹)

تب ان کو (موعود) عذاب نے آپکڑا۔

☆......سورۃ نمل میں فرمایا:

"فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا"۔ (النمل:۵۳)

پس یہ ان کے گھر ہیں جو اُس ظلم کے سبب ویران پڑے ہیں جو انہوں نے کیا۔

☆......پھر سورۃ الذاریات میں فرمایا:

" فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ . فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ"۔ (الذٰریٰت:۴۵،۴۶)

پس انہوں نے اپنے ربّ کے فرمان سے سرکشی کی تو انہیں آسمانی بجلی نے آپکڑا اور وہ دیکھتے رہ گئے۔ تب اُنہیں کھڑے ہونے کی بھی استطاعت نہ رہی اور نہ ہی وہ بدلہ لینے کی طاقت رکھتے تھے۔

☆......اور سورۃ القمر میں فرمایا:

"اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرْ". (القمر:۳۲)

یقیناً ہم نے ان پر ایک ہی اونچی آواز بھیجی تو وہ ایک کٹی ہوئی باڑ کی طرح ہو گئے جو پاؤں تلے روندی جا چکی ہو۔

☆......سورۃ الحاقہ میں فرمایا:

"فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ"۔ (الحاقۃ:۶)

ثمود ایک ایسے عذاب سے ہلاک کئے گئے جو شدت میں انتہاء کو پہنچ گیا تھا۔

اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ ثمود طاغیۃ یعنی اپنی سرکشی کی وجہ سے ہلاک کئے گئے۔

☆......اور سورۃ الشمس میں اس عذاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا. فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا. وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا"۔

(الشمس:۱۵،۱۶)

پھر بھی انہوں نے اُسے جھٹلا دیا اور اُس (اونٹنی) کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ تب اُن کے گناہ کے سبب اُن کے ربّ نے اُن پر پے بہ پے ضربیں لگائیں اور اس (بستی) کو ہموار کر دیا۔ جبکہ وہ اُس کے انجام کی کوئی پروا نہیں کر رہا تھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"عُقْبٰهَا میں هَا کی ضمیر دَمْدَمَة کی طرف جاتی ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب دَمْدَمَة نازل کرنے کا وقت آتا ہے اور کوئی قوم کلّی ہلاکت کی مستحق ہو جاتی ہے تو

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

جرمنی میں پہلی بار
محکمہ تعلیم کے سند یافتہ
اردو جرمن ترجمان
اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جرمنی میں مرکزی محکمہ تعلیم کے اعلیٰ سطحی امتحان میں شاندار کامیابی کے بعد پہلی بار قانونی تحفظات کے ساتھ ترجمانی کی سہولت میسر آ چکی ہے۔ ہر قسم کی سرکاری، غیر سرکاری یا نجی دستاویزات کے نہایت اعلیٰ معیاری اور عمدہ اردو جرمن ترجمہ کے لئے رابطہ فرمائیں۔
R. Rashid
Staatlich geprüfter und
allgemein ermächtigter Übersetzer
Tel. 06134-53693, 0173-8054416

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جس لیلۃ القدر کو لے کر آئے تھے اس کے ساتھ سارا زمانہ قیامت تک کے لئے روشن ہو گیا اور آپ ہی کی لیلۃ القدر ہے جس کی برکت سے اب توحید کی طرف دنیا متوجہ ہو رہی ہے

بہت سی ایسی برکتیں ہیں جو اس سال کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہیں۔ خدا کرے کہ وہ برکتیں ساری جماعت کو نصیب ہوں اور غیر معمولی طور پر خدا تعالیٰ کی تقدیر ہمارے حق میں اور دنیا کے حق میں کار فرما ہو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۳۱ر فتح ۱۳۷۸ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم —

الحمدلله رب العلمين — الرحمٰن الرحيم — ملك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —

اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ . وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ. لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ . تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ. سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾۔(سورة القدر)

یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا۔ اس سے مراد قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دونوں ہو سکتے ہیں۔ اور دونوں ہی ہیں۔ اور تجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے ۔ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ بکثرت نازل ہوتے ہیں اس میں فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے حکم سے، ہر معاملہ میں سلام ہے یہ (سلسلہ) طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔

ان آیات کریمہ کا ترجمہ مشکل ترجمہ ہے کیونکہ کئی پہلو اس میں تھوڑے سے الفاظ میں بیان ہو چکے ہیں اس لئے تفصیل میں جا کر تو بات کھل جائے گی مگر اس وقت جو ترجمہ پڑھا گیا ہے اس میں کسی آیت کا حصہ پہلے بیان ہوا ہے اس کے بعد کا حصہ دوسری آیت کے شروع میں بیان ہوا ہے اور اس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ بہر حال جو سیدھا ترجمہ اس کا صاف لفظوں میں ہو سکتا تھا وہ میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

اس سلسلے میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعض احادیث ہیں ان کے حوالے سے میں اس مضمون کو مزید کھولتا ہوں۔ کیونکہ یہ دعا کے دن ہیں اور خاص طور پر لیلۃ القدر کے امکان کی وجہ سے بہت زیادہ دعاؤں کی طرف توجہ مائل ہوتی ہے۔ پہلی حدیث دعا ہی سے متعلق لی گئی ہے۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز اور کوئی چیز نہیں۔(سنن ابن ماجه ، کتاب الدعاء)۔ اللہ کے نزدیک معزز سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی قدر کرتا ہے۔ دعا کی طرف جھکتا ہے، ورنہ خدا کے نزدیک تو کوئی چیز بھی معزز ان معنوں میں نہیں کہ خدا سے بلند تر ہو بلکہ خدا کے نزدیک معزز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دعاؤں پر جھکتا ہے اور ان کو قبول فرماتا ہے۔

مسلم کتاب الذکر میں یہ حدیث ہے۔ ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بندے کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک وہ کسی دعا کے ساتھ گناہ یا قطع رحمی کا ارتکاب نہ کرے“۔

اب یہ بہت ہی ضروری پہلو ہے جس کو لوگ دعا کے وقت نظر انداز کر دیتے ہیں۔ دعائیں خواہ کتنی ہی مانگیں لیکن اگر قطع رحمی کریں، جہاں خدا نے رحموں کو جوڑنے کا حکم دیا ہے ان کے رشتہ داروں کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے اگر وہ قطع رحمی سے کام لیتے چلے جاتے ہیں اور گناہوں سے باز نہیں آتے تو پھر اس دعا کا کوئی فائدہ نہیں۔

پھر فرمایا ”اور جب تک جلد بازی سے کام نہ لے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ کہتا ہے کہ مَیں نے بار بار دعا کی مگر مَیں نے اس کی قبولیت کی کوئی علامت نہیں دیکھی۔ اس پر وہ تھک کر دعا چھوڑ دیتا ہے۔(مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار)۔

تو مراد یہ ہے کہ یہ لوگ جو نہ گناہوں سے باز آتے ہیں، نہ قطع رحمی سے باز آتے ہیں، وہ دعا کے بارے میں بھی بالآخر مایوس ہو جاتے ہیں کیونکہ بار بار دعا کے نتیجہ میں ان کو کوئی جواب نہیں ملتا تو پھر یہی کہتے ہیں کہ ہم نے تو کوئی بھی قبولیت نہیں دیکھی۔ پس ایسا شخص تھک کر دعا کو چھوڑ ہی دیتا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آخری عشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عبادت کے لئے اتنی کوشش فرماتے تھے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہیں آتی تھی۔(صحیح مسلم کتاب الاعتکاف باب الاجتهاد فی العشر الاواخر من شهر رمضان)۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا قیام و سجود تو ہمیشہ بہت لمبے عرصہ تک خدا کے حضور گریہ وزاری میں صرف ہوتا تھا اور یہ عام دنوں کی بھی حالت ہے مگر رمضان کے آخری عشرہ میں تو خصوصیت سے غیر معمولی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دعاؤں اور گریہ وزاری میں مصروف رہتے۔ بعض دفعہ ساری ساری رات کھڑے رہتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خود حکماً آپ کو فرمایا کہ بس اتنا زیادہ نہ کر۔ دن اور رات بدلتے رہتے ہیں کہیں چھوٹے ہوتے ہیں کہیں زیادہ ہوتے ہیں اس لئے ایسی بات نہ کر جس سے صحابہ کو بھی پھر مشکل پڑ جائے اور آئندہ اس کو نبھا نہ سکیں۔ تو اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی راتوں کی عبادت کو جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نسبتاً چھوٹا کر دیا مگر وہ چھوٹا ہونا بھی بہت لمبا ہوا کرتا تھا۔ ہمارے ہاں چھوٹے کا اور تصور ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نمازیں چھوٹی کرنے سے مراد کچھ اور ہی ہے یعنی رات کا تیسرا حصہ بھی اگر یا نصف حصہ بھی انسان رات کو گریہ وزاری میں گزارے تو پھر اسے سمجھ آسکتی ہے کہ یہ کیا چیز ہے ورنہ دور بیٹھے نظارہ کرنے سے کچھ سمجھ نہیں آتی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے متعلق آخری عشرہ کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کمر ہمت کس لیا کرتے تھے اور بے انتہاء عبادت کرتے تھے۔(مسند احمد بن حنبل باقی الانصار)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ”عمل کے لحاظ سے اِن دس دنوں یعنی آخری عشرہ سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے نزدیک عظمت والے اور محبوب کوئی اَور دن نہیں ہیں۔ پس ان ایام میں تہلیل، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه بکثرت پڑھا جائے، تکبیر یعنی اَللّٰه اکبر، اَللّٰه اکبر بکثرت پڑھا جائے اور تحمید یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰه بکثرت پڑھنی چاہئے۔(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحه ۷۵ مطبوعه بیروت)

بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دیدی۔ پھر آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات بھی اعتکاف بیٹھتی رہیں۔(بخاری کتاب الاعتکاف ، باب الاعتکاف فی العشر الاواخر)۔

پس مبارک ہو معتکفین کہ جو اس سنت پر عمل کر رہے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو کوشش کرتے ہیں کہ پھر زندگی بھر اعتکاف بیٹھتے رہیں۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔ آپؐ کے لئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنایا گیا۔ ایک دن آپ نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سنانے کے لئے قرآن بالجہر نہ پڑھیں"۔(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ٦٧ مطبوعہ بیروت)

'ایک دوسرے کو سنانے' سے مراد ضروری نہیں کہ نیت میں یہ ہو کہ ہم دوسروں کو سنائیں بلکہ بعض لوگ عادتاً بھی کچھ اونچی آواز سے پڑھتے ہیں جبکہ معتکفین ساتھ جو ہیں اس میں ان کی توجہ بٹ جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو مسجد نبوی بہت کھلی تھی اور جس طرح یہاں مسجد میں معتکفین کی وجہ سے غیر معمولی ہنگامہ سا ہو جاتا ہے اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد نبوی میں یہ بات نہیں تھی بلکہ بہت کھلی مسجد تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حجرہ بھی الگ بنایا گیا تھا باقیوں سے ہٹ کر لیکن اس کے باوجود آپؐ نے لوگوں کی آوازیں سنی ہونگی گریہ وزاری کی اور تلاوت وغیرہ کی جس پر آپؐ نے باہر نکل کے فرمایا کہ دیکھو اپنے رب سے راز و نیاز تو کرو مگر سناؤ نہیں لوگوں کو کیونکہ اس سے ان کی توجہ بٹ جاتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے۔ یہ متفق علیہ ہے بخاری اور مسلم دونوں میں یہ روایت درج ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضور ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ تو یہاں آخری عشرے کی بات ہو رہی ہے لیکن مختلف روایات کے نتیجے میں پتہ لگتا ہے کہ آخری عشرے کے آخری حصہ کی طرف رسول اللہ ﷺ کی زیادہ توجہ تھی یعنی آخری سات دن جو ہیں ان میں لیلۃ القدر کی تلاش کی طرف زیادہ متوجہ رہتے تھے کیونکہ صحابہ کا بھی یہی تجربہ تھا۔

چنانچہ اس تجربے کے متعلق ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے کچھ صحابہؓ کو خواب میں لیلۃ القدر رمضان کے آخری سات دنوں میں دکھائی گئی۔ اور ان سب کا اتفاق ہو گیا یعنی سب نے خواب دیکھی کہ رمضان کے آخری سات دنوں میں لیلۃ القدر ہو گی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب رمضان کے آخری سات دنوں پر متفق ہیں اس لیے جو شخص لیلۃ القدر کی تلاش کرنا چاہے وہ اسے رمضان کے آخری سات دنوں میں تلاش کرے۔(بخاری کتاب الصوم باب التمسوا لیلۃ القدر فی السبع الاواخر)

اب چونکہ سب صحابہ کا اُس سال کا یہی اتفاق تھا یعنی اس بات پہ متفق ہو گئے تھے جو اپنی خوابوں کی بنا پر متفق ہوئے تھے کہ آخری سات دنوں میں ہی ہو گی تو ممکن ہے کہ آخری عشرہ میں پہلے بھی ہو سکتی ہو مگر اُس سال خاص طور پر آخری سات دنوں کے متعلق ہوا ہو گا۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لیلۃ القدر کے بارہ میں فرمایا کہ یہ ستائیسویں (۲۷ویں) یا انتیسویں (۲۹ویں) رات ہے۔(مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین)

پس مختلف سالوں میں، مختلف دنوں میں خاص طور پر لیلۃ القدر کی خوشخبری دی گئی ہے اس لئے تلاش سارے عشرے میں ہی کرنی چاہئے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کسی سال کے کون سے عشرہ کا کونسا دن ہے جو لیلۃ القدر کی رات کا دن ہے اس لئے ستائیسویں یا انتیسویں کا بھی حکم ہے لیکن یہ خیال دل سے نکال دیں کہ صرف ستائیسویں یا انتیسویں کو اٹھیں گے تو آپ کو لیلۃ القدر نصیب ہو جائے گی۔ لیلۃ القدر عشرہ میں کسی وقت بھی ہو سکتی ہے اور ۲۷ر، ۲۹ر کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے اس سال ضرور ۲۷ر یا ۲۹ر کی خوشخبری ہو گی۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو رمضان المبارک میں لیلۃ القدر کی رات ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے نفس کے محاسبہ کی خاطر عبادت کرے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔(صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین۔ باب الترغیب فی قیام رمضان)

شرطیں ایسی ہیں جن کو خاص طور پر ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ لیلۃ القدر کی رات ایمان کی حالت میں اور خالصتاً ثواب کی نیت سے، نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے یعنی اپنے نفس پر غور کرتا رہے کہ میں نے کیا کیا گناہ کئے ہیں کیا کیا خرابیاں میرے نفس میں ابھی تک موجود ہیں، کون سے داغ ہیں جن کو مٹانے میں میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ کون سے داغ ہیں جو ابھی چمٹے ہوئے ہیں اور باقی رہ گئے ہیں۔ یہ سب محاسبہ کے اندر باتیں آتی ہیں۔ تو جو محاسبہ کی نیت سے اٹھتا ہے اور دعائیں کرتا ہے اس کی لیلۃ القدر میں اس کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

ترمذی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ کونسی رات "لیلۃ القدر" ہے تو میں اس میں کیا دعا مانگوں؟۔ آپؐ نے فرمایا تم یوں دعا کرنا اے میرے خدا تُو بخشنے والا ہے اور بخشش کو پسند کرتا ہے، مجھے بخش دے اور میرے گناہ معاف کر دے۔ مختصر اصل الفاظ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اور وہ یاد کرنا کوئی مشکل نہیں۔ انہی الفاظ میں دعا زیادہ بہتر ہے۔ "اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی۔ اِنَّكَ عَفُوٌّ تو مجسم عفو ہے کریم ہے، بہت معزز ہے تُحِبُّ الْعَفْوَ، عفو کو پسند فرماتا ہے فَاعْفُ عَنِّی پس مجھ سے بھی در گزر فرما۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ معتکف کے لئے سنت ہے کہ نہ تو وہ مریض کی عیادت کرنے کے لئے جائے، نہ ہی جنازہ کے ساتھ جائے۔ اب یہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ جنازہ کے ساتھ جانا، نامناسب اور ناجائز ہے مگر اگر جنازہ یہاں آیا ہو اور معتکف اس میں شامل ہو جائے تو وہ اور بات ہے۔ لیکن مراد یہ ہے کہ قبرستان جانا معتکف کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی عورت سے مساس کرے اور نہ ہی اس سے ازدواجی تعلقات قائم رکھے۔ صرف حوائج ضروریہ کے لئے نکلے۔ اور اعتکاف روزے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگ جو روزہ نہیں رکھ سکتے اور بعض خواتین نہیں رکھ سکتیں ان کے لئے اس حالت میں اعتکاف کرنا جائز نہیں ہے۔ اور پھر فرمایا نہ ہی اعتکاف جامع مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ ہو سکتا ہے۔(سنن ابی داؤد کتاب الصوم)۔ تو یہاں جامع مسجد سے مراد ہر جگہ کی جامع مسجد ہے ورنہ یہاں اگر لندن میں کہا جائے کہ یہیں اسی مسجد کو جامع مسجد قرار دیا جائے اور سارے انگلستان سے یا سارے لندن سے ہی لوگ اکٹھے ہوں تو یہ ممکن نہیں ہے۔ چھوٹی سی جگہ میں اتنے لوگ سمیٹے جا ہی نہیں سکتے۔ تو جامع مسجد سے مراد اُس زمانے کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مسجد تھی جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور نماز پڑھایا کرتے تھے۔ باقی مساجد میں مدینے میں اس مسجد کو چھوڑ کر اپنا الگ اعتکاف بیٹھنا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب اعتکاف فرماتے تو اپنا سر میرے قریب کر دیتے تو میں آپ کو کنگھی کر دیتی۔ اور آپؐ گھر صرف حوائج ضروریہ کے لئے آتے۔(صحیح مسلم کتاب الحیض)۔

اب جو پہلی حدیث میں لمس تھا کہ عورت کی لمس، اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ پاک وصاف نیت کے ساتھ اگر عورت، بیوی سر کو ہاتھ لگا دے تو یہ بھی لمس میں آئے گا اور یہ منع ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو بات کر رہی ہیں مسجد نبوی کے ساتھ ہی آپ کے گھر تھے اور کھڑکیاں گھروں میں کھلتی تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم چونکہ بالوں کی صفائی اور کنگھی وغیرہ کرنے کو پسند فرماتے تھے اس لئے کھڑکی میں سے سر باہر نکالتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی حالت میں آپؐ کی کنگھی کر کے آپ کو جیسا کہ آپؐ کی مرضی تھی تیار کر دیا کرتی تھیں۔ تو یہاں لمس سے غلط فہمی نہ ہو۔ یہ لمس مراد نہیں ہے کہ یہ لمس بھی نعوذ باللہ من ذالک گناہ ہے یا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اس سے۔ ہاں حوائج ضروریہ کے لئے صرف گھر جایا کرتے تھے اور اس میں بھی یہ نہیں کہ حوائج ضروریہ کے لئے جائیں تو باقی باتیں شروع ہو جائیں۔ صرف اپنے کام سے کام ہوتا تھا حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر پھر واپس تشریف لے آیا کرتے تھے۔

یہ تو وہ احادیث نبویہ ہیں جن میں لیلۃ القدر کی بہت حد تک تشریح موجود ہے۔ لیلۃ القدر کے متعلق جو یہ فرمایا گیا ہے کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہزار مہینے کتنے سال بنتے ہیں۔ اسّی سال سے اوپر دو مہینے۔ تو ساری عمر ہے ایک انسان کی۔ عمر طبعی عام طور پر اوسطاً اس سے زیادہ نہیں ہوتی۔ بہت بڑی عمر ہے اسّی سال اور دو مہینے۔ تو اگر لیلۃ القدر کی ایک رات کسی کو نصیب ہو جائے تو اسّی سال کے بڈھے کے لئے وہ ایک ہی رات بہت ہے۔ مراد یہ ہے کہ اسّی سال کا بڈھا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ایک انسان کی عمر جب اسّی سال تک پہنچ جائے تو پوری عمر بن جاتی ہے۔ تو اگر جوانی میں یہ لیلۃ القدر نصیب ہو جائے تو اس ساری عمر سے زیادہ ہے وہ ایک رات۔

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

اب اس کی تشریح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا ہے وہ میں اب آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

"قرآن شریف میں جو لیلۃ القدر کا ذکر آیا ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔یہاں لیلۃ القدر کے تین معنی ہیں۔اوّل تو یہ کہ رمضان میں ایک رات لیلۃ القدر کی ہوتی ہے۔دوم یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا زمانہ بھی ایک لیلۃ القدر تھا۔یعنی سخت جہالت اور بے ایمانی کی تاریکی کے زمانہ میں وہ آیا جبکہ ملائکہ کا نزول ہوا کیونکہ نبی دنیا میں اکیلا نہیں آتا بلکہ وہ بادشاہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ لاکھوں کروڑوں ملائکہ کا لشکر ہوتا ہے جو ملائک اپنے کام میں لگ جاتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کو نیکی کی طرف کھینچتے ہیں۔سوم لیلۃ القدر انسان کے لئے اس کا وقتِ اصفٰی ہے"۔یعنی زندگی بھر میں جب بھی وہ وقت آئے جب وہ سب سے زیادہ پاک اور صاف ہو جائے اور خدا کے حضور اپنی جان کو حاضر کردے اس کی لیلۃ القدر وہی ہے۔"جتنا جتنا انسان خدا کے قریب آتا ہے یہ وقت اسے زیادہ میسّر آتا ہے"۔(الحکم جلد ۵ نمبر ۳۲۔بتاریخ ۳۱/اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۳،۱۴)

پھر فرماتے ہیں"ایک لیلۃ القدر تو وہ ہے جو پچھلے حصّہ رات میں ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تجلّی فرماتا ہے اور ہاتھ پھیلاتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا اور استغفار کرنے والا ہے جو مَیں اس کو قبول کروں"۔اب ہاتھ پھیلاتا ہے تو جیسا کہ میں نے بارہا عرض کیا ہے محاورہ ہے۔خدا ہاتھ پھیلاتا ہے بندے کے ہاتھ پھیلانے کے نتیجہ میں۔جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ اپنے ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیتا ہے۔مراد یہ ہے کہ توجہ اس طرف مرکوز کردیتا ہے اور اس کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔اور عرش سے گویا یہ آواز دیتا ہے کون ہے جو اس وقت استغفار کرے اور دعا سے میری طرف متوجہ ہو میں اس کو قبول کرنے کے لئے حاضر ہوں۔

"لیکن ایک معنے اس کے اَور ہیں جس سے"یعنی اس معنی سے"بد قسمتی سے علماء مخالف اور منکر ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو ایسی رات میں اُتارا ہے کہ تاریک و تار تھی اور وہ ایک مستعد مصلح کی خواہاں تھی۔خدا تعالیٰ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جبکہ اس نے فرمایا مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلاَّ لِیَعْبُدُوْنِ"۔کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو محض عبادت کی خاطر پیدا کیا ہے۔"پھر جب انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ تاریکی ہی میں پڑا رہے۔ایسے زمانے میں بالطبع اس کی ذات جوش مارتی ہے کہ کوئی مصلح پیدا ہو۔پس اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ اس زمانہ کی ضرورت، بعثتِ آنحضرت ﷺ کی ایک اَور دلیل ہے"۔(الحکم۔ جلد ۱۰ نمبر ۲۷۔ بتاریخ ۳۱/ جولائی ۱۹۰۶ء۔ صفحہ ۴)

پھر فرماتے ہیں:"لیلۃ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مُصلح کی صحبت سے شرف حاصل کرنے والا اُس اسّی برس کے بڈھے سے اچھا ہے جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا اور اگر ایک ساعت بھی اس وقت کو پالیا ہے تو یہ ایک ساعت اُس ہزار مہینے سے بہتر ہے جو پہلے گزر چکے۔کیوں بہتر ہے؟"۔یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے بڈھے کا نقشہ کھینچا ہے جس کے ہزار مہینے پہلے ضائع ہو چکے ہیں یعنی اگر مرنے سے پہلے بھی وہ لیلۃ القدر کو پالے اس کے گزرے ہوئے ہزار مہینے سے وہ ایک رات اس کی بہتر ہے۔

فرمایا"اِس لئے کہ اس لیلۃ القدر میں خدا تعالیٰ کے فرشتے اور رُوح القدس اس مصلح کے ساتھ ربّ جلیل کے اِذن سے آسمان سے اُترتے ہیں۔نہ عبث طور پر بلکہ اِس لئے کہ تا مستعد دلوں پر نازل ہوں اور سلامتی کی راہیں کھولیں سو وہ تمام راہوں کے کھولنے اور تمام پَردوں کے اٹھانے میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ ظلمتِ غفلت دُور ہو کر صبحِ ہدایت نمودار ہو جاتی ہے"۔(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر ۳۔ صفحہ ۳۲،۳۳)

پھر فرماتے ہیں"عادت اللہ اِس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا مُحدّث اصلاحِ خَلق اللہ کے لئے آسمان سے اُترتا ہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اس کے ہمرکاب ایسے فرشتے اُترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں۔اور برابر اُترتے رہتے ہیں جب تک کفر وضلالت کی ظلمت دُور ہو کر ایمان اور راست بازی کی صبح صادق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ. سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ سو ملائکہ اور رُوح القدس کا تنزّل یعنی آسمان سے اُترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشّان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلامِ الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے"۔

یہاں خلیفہ سے مراد عام اصطلاح میں جس کو یہاں ہم خلیفہ کہتے ہیں وہ مراد نہیں ہے بلکہ خلیفۃ اللہ ہے۔براہ راست جس کو خود اللہ تعالیٰ اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہے۔جیسے آدم کو سب سے پہلے خلیفہ بنایا۔مگر اس کے بعد جو سب سے عظیم الشان خلیفہ تھا جس کی خلافت کا بیج آدم میں بویا گیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے۔چنانچہ فرماتے ہیں"جب ایک عظیم الشان آدمی خلعت خلافت پہن کر اور کلام الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے تو روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دُنیا کے مُستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں تب دُنیا میں جہاں جہاں جوہر قابل پائے جاتے ہیں سب پر اُس نور کا پرتو پڑتا ہے اور تمام عالَم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں اور توحید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے دلوں میں راست پسندی اور حق جوئی کی ایک رُوح پھونک دی جاتی ہے اور کمزوروں کو طاقت عطا کی جاتی ہے اور ہر طرف ایک ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے جو اس مصلح کے مدعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے"۔(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر ۳۔ صفحہ ۱۲، حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اقتباس سے متعلق میں ایک بات بارہا پہلے بھی بیان کر چکا ہوں جو پھر میں بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انتشارِ نور کا ذکر ہے۔جب خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام نازل ہوتا ہے اور رات کو دن میں تبدیل کیا جارہا ہے، لیلۃ القدر جس کو ہم کہتے ہیں، قدر کی رات، تو اس وقت یہ انتشارِ عام ہے اور سب پر پڑتا ہے۔اس زمانے کی ایجادات کو دیکھیں تو وہ ایجادات بھی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے ہو رہی ہوتی ہیں مختلف عقلوں پر روشنی پڑ رہی ہوتی ہے اور وہ استعدادیں چمک اٹھتی ہیں اور ان کے نتیجے میں پھر لیلۃ القدر عام لیلۃ القدر بن کے سارے زمانے کے لئے لیلۃ القدر بن جاتی ہے۔مگر یہ لیلۃ القدر ان کے لئے اکثر دنیا کی معلومات حاصل کرنے تک ہی محدود رہتی ہے لیکن اس کے ساتھ بہت سی نیک طبیعتیں ہیں جن میں توحید کا جوش پیدا ہوتا ہے اور وہ طبیعتیں توحید کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جس لیلۃ القدر کو لے کے آئے تھے اس کے ساتھ سارا زمانہ قیامت تک کے لئے ان معنوں میں روشن ہو گیا اور آپ ہی کی لیلۃ القدر ہے جس کی برکت سے اب توحید کی طرف دنیا متوجہ ہو رہی ہے۔پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی ہماری لیلۃ القدر لانے والے ہیں اور اس زمانے میں جو کچھ ہم فیض پا رہے ہیں آپ ہی کا فیض ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی تو آپؐ ہی کا فیض ہیں۔

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم ☆ یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

یہ چشمہ رواں، جاری رہنے والا چشمہ جو بنی نوع انسان کے لئے میں جاری کر رہا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔"یک قطرۂ ز بحر کمال محمد است"۔محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کمالات میں سے محض ایک قطرہ ہے جس کو میں ایک جاری دریا کے طور پر دنیا کے سامنے جاری کر رہا ہوں۔

اس کے بعد دو اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حدیث کے حوالے سے بیان کرتا ہوں۔

فرماتے ہیں"اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی میں توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ اس اقرار کو جائز قرار دیتا ہے جو کہ سچے دل سے توبہ کرنے والا کرتا ہے۔اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کا اقرار نہ ہوتا تو پھر توبہ کا منظور ہونا ایک مشکل امر تھا۔سچے دل سے جو اقرار کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر خدا تعالیٰ بھی اپنے تمام وعدے پورے کرتا ہے جو اس نے توبہ کرنے والوں کے ساتھ کئے ہیں۔اور اسی وقت سے ایک نور کی تجلّی اس کے دل میں شروع ہو جاتی ہے جب انسان یہ اقرار کرتا ہے کہ میں تمام گناہوں سے بچوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"۔(البدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰۷)

اس تعلق میں آخر پر دو حدیثیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔اور پھر آج کے خطبے کا اختتام ہوگا۔حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا غرغرے سے پہلے بندہ جب بھی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔(ترمذی کتاب الدعوات باب فضل التوبۃ)۔تو یہاں اسّی سال والا بڈھا جو ہے اس کا تصور کرلیں کہ اگر یقینی موت سامنے آکھڑی ہو اور غرغرہ ہو جائے تو وہ توبہ کا وقت نہیں رہتا۔لیکن غرغرے سے پہلے جو موت کا غرغرہ ہے اس سے پہلے اگر انسان تمنا یہ رکھتا ہے کہ میں جیتا چلا جاؤں اس وقت اگر اس کو توبہ نصیب ہو جائے تو وہ سچی توبہ ہے اور وہ خواہ اللہ کے نزدیک دوسری گھڑی ہی اس کی جان نکل جائے مگر وہ اس توبہ کو قبول فرمالیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم کتاب التوبہ میں یہ حدیث درج ہے۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

آنحضرت ﷺ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے سے اس کے اس حسن ظن کے مطابق سلوک کرتا ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے۔ پس اللہ پر حسن ظن کریں اور جتنا زیادہ اللہ پر حسن ظن کریں گے اسی قدر اللہ زیادہ قریب ہوگا اور اپنے بندے کے حسن ظن کو سچا کر دکھائے گا۔ جہاں بھی وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنا خوش وہ شخص بھی نہیں ہوتا جسے جنگل بیابان میں اپنی گمشدہ اونٹنی مل جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص مجھ سے بالشت بھر قریب ہوتا ہے میں اس سے گز بھر قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

یہ جو خدا تعالیٰ اپنے بندے کے ظن کے مطابق ہوتا ہے اس سلسلے میں یاد رکھنا چاہئے کہ ہر بندے کا ظن اپنا اپنا ہے۔ ایک سادہ گڈریا ہے وہ اپنے ظن کے مطابق باتیں کر رہا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی طرف بھی جھکتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آپ گزر رہے تھے۔ ایک گڈریے کو دیکھا جو اپنے ظن کے مطابق خدا تعالیٰ سے باتیں کر رہا تھا کہ اے اللہ اگر تو مل جائے تو میں تیری گدڑی کو دھوؤں، تیرے پاؤں سے کانٹے نکالوں تو اس طرح پیار کروں، اس طرح تجھے سینے سے لگاؤں۔ حضرت موسیٰ کو یہ بات سن کر بہت غصہ آیا انہوں نے کہا خبردار تو کون ہوتا ہے خدا کے متعلق ایسی بیہودہ باتیں کرنے والا، خدا کوئی ایسی گئی گزری چیز ہے کہ تو اس کے پاؤں سے کانٹے نکالے، اس کی گدڑی دھوئے، اپنے متعلق تصور کر رہا ہے۔ ابھی حضرت موسیٰ کی ڈانٹ ختم نہیں ہوئی تھی کہ اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ کو ڈانٹ پڑی کہ تو کون ہوتا ہے میرے اور میرے بندے کی باتوں میں دخل دینے والا۔ میں بہتر جانتا ہوں کہ اس بندے سے مجھے کتنا مزہ آرہا تھا، کتنی پیار کی باتیں تھیں جو میرے دل میں گھر کر رہی تھیں تو نے خواہ مخواہ اس مزے کو کرکرا کرنے کی کوشش کی۔ تو یہ ہے عِنْدَالظَّنِّ عَبْدِی بِی، اپنے رب سے اپنے خیالات کے مطابق ظن کریں مگر اپنا سمجھ کر ظن کریں، پیار اور محبت کے ساتھ ظن کریں تو اللہ تعالیٰ اس ظن کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ یہ رمضان انشاء اللہ ہمارے لئے یہ ساری خوش خبریاں لے کر آئے گا جن کا ذکر احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے حوالے سے میں نے کیا ہے۔

اب ایک عمومی بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ آج ۱۹۹۹ء کا آخری دن اور آخری جمعہ ہے یعنی رمضان کا تو آخری جمعہ نہیں ہے مگر ۱۹۹۹ء کا یہ آخری جمعہ ہے۔ کل سے سن دو ہزار شروع ہو رہا ہے۔ نئے سال کے آغاز پر مبارکباد میں دیا کرتا ہوں سب دنیا کو، احمدیوں کو، غیر احمدیوں کو سب دنیا کو تو آپ کو اللہ تعالیٰ یہ نیا سال ہر پہلو سے مبارک فرمائے۔ اس سال کی کچھ خصوصیات ہیں جو حیرت انگیز ہیں ان کے متعلق تفصیل سے آج بات کرنے کا وقت نہیں لیکن آخری جمعہ ہے جسے جمعۃ الوداع کہتے ہیں انشاء اللہ اس حوالے سے کہ کیا کیا خاص باتیں ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ اس دعا کے ساتھ کہ اللہ اس رمضان کو ہم سب کے لئے غیر معمولی طور پر بابرکت فرمادے۔ وہی بہتر جانتا ہے کہ اس میں کیا کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں جو اس رمضان میں حیرت انگیز باتیں اکٹھی ہو گئی ہیں تو امام صاحب نے مجھے لکھ کر بھجوائی ہیں بہت سی باتیں۔ میرا خود تو خیال اس طرف نہیں گیا تھا مگر امام صاحب کے توجہ دلانے پر میں نے غور کیا تو واقعۃً یہ ساری خصوصیات ہیں جو اس سال کے اندر خاص ہیں۔ جمعہ سے اس سال کا آغاز ہوا ہے جمعہ پر اس کا اختتام ہوگا اور بہت سی ایسی برکتیں ہیں جو اس سال کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہیں۔ تو خدا کرے کہ وہ برکتیں ساری جماعت کو نصیب ہوں اور غیر معمولی طور پر خدا تعالیٰ کی تقدیر ہمارے حق میں اور دنیا کے حق میں کار فرما ہو۔

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

گلہائے عقیدت

ناخدا جب سے ہوا شاہِ مدینہ میرا
ہو کے طوفاں سے رہا پار سفینہ میرا

تم زمانے کے، تمہارے ہیں زمانے والے
میں مدینے کے لئے اور مدینہ میرا

گنبدِ سبز کی منزل کا مسافر ہوں میں
رہگزر میری جبیں، شوق ہے زینہ میرا

جلوۂ دِید سے والطّور ہے پلکیں میری
ہے حِرا عِشق کی قندیل سے سینہ میرا

ماورا گردشِ دوراں سے ستارے میرے
عمر خضراں پہ گرانبار مہینہ میرا!

شہریاروں میں ہے مخفور گدائی اپنی
سائلِ کوئے حرم قلب حزینہ میرا

مجھ پہ اس عہد کے ہیں شمر ابھی تک ناراض
کربلا اُن کی، فرات اُن کی، پسینہ میرا!

کوئی بتلائے فراعینِ زماں کو یارو!
شاہِ لولاکؐ ہے آقائے مدینہ میرا

میں تو یثرب کا وفادار ہوں ساحرؔ! ورنہ
قابلِ رشک بھلا اور قرینہ میرا!

(ایچ۔آر۔ساحر)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سنائے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ مرد گھر کا کشتی بان ہوتا ہے اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی۔ اس کی رستگاری کے ساتھ اس کے اہل و عیال کی رستگاری ہے۔ انسان کو چاہئے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جمادے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی برداشت نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اگر تم اپنی اصلاح چاہتے ہو تو یہ بھی لازمی امر ہے کہ گھر کی عورتوں کی اصلاح کرو۔ حضور نے وہ نصائح بھی پڑھ کر سنائیں جو حضرت اماں جانؓ نے حضرت سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی شادی کے وقت فرمائی تھیں۔

کتابیں پڑھنے کے بعد لائبریری کو بھیج دیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

"افراد سے میں کہوں گا کہ آپ اپنی زندگی میں (اور آپ سے مراد وہ دوست ہیں جنہیں علم کا شوق ہے اور کتابیں خریدتے ہیں) بہت سی کتب ایسی بھی خریدتے ہیں کہ جب پڑھ لیتے ہیں تو ان میں آپ کو دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ پس ایسے دوستوں کو سوچنا چاہئے کہ ایسی کتاب میں ایک ہزار دوسرے آدمیوں کو دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس واسطے وہ ایسی کتب (خلافت) لائبریری میں بھیج دیں۔ ان کا اپنا شوق تو پورا ہو گیا......"۔

اگر ہماری ساری جماعت اس طرف توجہ کرے اور ساری جماعت سے مراد پاکستان کی جماعت نہیں بلکہ ساری دنیا کی جماعتیں مراد ہیں جن میں کروڑ ڈیڑھ کروڑ سے بھی شاید زیادہ افراد ہوں۔ پس اگر دوست توجہ کریں تو ہمیں سال میں ایک لاکھ کتابیں آسانی سے مل سکتی ہیں"۔

(روزنامہ الفضل، ۲ر مئی ۱۹۹۱ء)

(مرسلہ: صدر خلافت لائبریری کمیٹی، ربوہ)

بقیہ: درس القرآن از صفحہ نمبر ۲

حضرت سالم بن عبداللہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا "مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ (غیب کی کنجیاں) پانچ ہیں: (۱) اَلسَّاعَةُ یعنی قیامت کا علم خداتعالیٰ کے پاس ہے۔ (۲) وہ بارش نازل کرتا ہے۔ (۳) اور جانتا ہے کہ رحموں میں کیا (پوشیدہ) ہے۔ (۴) اور کسی نفس کو یہ نہیں پتہ کہ کل کیا کرے گا یا کمائے گا۔ (۵) اور کسی شخص کو یہ علم نہیں کہ وہ کس جگہ مرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے"۔

(بخاری کتاب التفسیر من سورۃ الانعام باب عندہ مفاتح الغیب)

حضور ایدہ اللہ نے نمبر دو اور تین کے بارہ میں فرمایا کہ یہاں بھی بارش کی پیشگوئیاں کی جاتی ہیں لیکن اکثر غلط ہی نکلتی ہیں کبھی یہ نہیں ہوا کہ ہمیشہ ان پر اعتماد کیا جاسکے۔ اسی طرح رحموں کے بارہ میں بھی اب بتایا جاتا ہے کہ بیٹا ہوگا یا بیٹی لیکن فی الحقیقت ان کو بعض دفعہ دھوکہ لگ جاتا ہے کیونکہ اصل علم تو صرف خداتعالیٰ ہی کو ہے۔ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ سے یہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس غیب کی چابیاں ہیں۔ میرے علم میں ایسا واقعہ ہے کہ کسی نے دعا کے لئے لکھا تو میں نے (خداتعالیٰ سے خبر پاکر) اس بیٹے کی خوشخبری دی۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹروں نے تو اچھی طرح چیک کر لیا ہے اور ان کے مطابق لڑکی ہونی ہے۔ میں نے کہا کہ پھر انتظار کرو اور دیکھو کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ جب پیدائش ہوئی تو لڑکا ہوا۔ تو حقیقی طور پر یہ علم صرف خداتعالیٰ ہی کو ہو سکتا ہے۔

علامہ فخرالدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ "لفظ مَفَاتِحُ سے مراد اَلْمَفَاتِيْحُ یعنی کنجیاں بھی ہو سکتی ہیں اور خزائن بھی مراد ہو سکتے ہیں"۔

اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔ علامہ رازی لکھتے ہیں کہ فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ سے مراد علم الٰہی ہے نہ کوئی اور چیز اور یہی درست اور انسب ہے"۔ علامہ قرطبی بیان کرتے ہیں کہ رَطْبٌ سے مراد زندہ لوگ اور يَابِسٌ سے مراد مردہ ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول 'فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ' کے بارہ میں فرماتے ہیں "اللہ کی حفاظت میں ہے"۔

اس آیت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "میں نے کئی بار اشتہار دیا ہے کہ کوئی ایسی سچائی پیش کرو جو ہم قرآن شریف سے نہ نکال سکیں۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۔ یہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے اپنے حقائق اور معارف کے لحاظ سے اور اپنی فصاحت و بلاغت کے رنگ میں۔ اگر بشر کا کلام ہوتا تو سطحی خیالات کا نمونہ دکھایا جاتا مگر یہ طرز ہی اور ہے جو بشری طرزوں سے الگ اور ممتاز ہے۔ اس میں باوجود اعلیٰ درجہ کی بلند پروازی کے نمود و نمائش بالکل نہیں"۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۴ مورخہ ۱۷/نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۹)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ بلا استصواب کتاب اللہ اس کا حرکت و سکون نہ ہوگا اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی۔ جیسے فرمایا وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا"۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ صفحہ ۳۵)

آیت نمبر:" وَهُوَالَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ ....الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ اَجَلٌ مُّسَمًّى کے بارہ میں میں کئی مرتبہ تفصیل سے بیان کرچکا ہوں۔ ایک مقررہ مدت سے مراد ہوتی ہے جس سے آگے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس سے پہلے پہلے بہت سی مدتیں ایسی ہیں کہ ان میں بہت سی چیزیں ہلاک کر سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ حادثات ہیں یا مختلف چیزیں کھانے پینے کی ہیں جو اثر انداز ہو سکتی ہیں۔

آیت نمبر ۶۹:" وَهُوَالْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ..........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہر نظام کا ایک نگران مقرر ہے۔ اسی طرح موت کا ایک نظام ہے اس کو عزرائیل کا نظام کہتے ہیں۔ یہ سمجھنا درست نہیں کہ عزرائیل ادھر ادھر مارنے کے لئے بھاگا پھرتا ہے۔ دراصل یہ موت کا نظام ہے جو عزرائیل فرشتے کے سپرد ہے ورنہ وہ خود ادھر ادھر نہیں جاتا۔ یہ محض مولویوں کے بنائے ہوئے قصے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ موت قانون ہے اور ہمارا زندہ رہنا ثبوت ہے اس بات کا کہ خداتعالیٰ نے ہماری حفاظت کے بے انتہا انتظام مقرر فرمائے ہوئے ہیں۔ حضور نے تفصیل سے بتایا کہ مثلاً اگر ایک انگلی ہلانی ہو تو اس کے اور دماغ کے درمیان جو عضلات ہوتے ہیں ان کے درمیان بہت سے کیمیکلز کا دخل ہے اور اگر ان میں اربواں حصہ بھی صحیح اور بروقت کام نہ کریں تو موت واقع ہو جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "تم پر حفاظت کرنے والے مقرر ہیں۔ خداتعالیٰ ان کو بھیجتا ہے...... اس مقام میں صاحبِ معالم (معالم التنزیل فی التفسیر والتاویل مصنفہ حافظ ابو محمد الحسین بن مسعود الشافعی مراد ہیں۔ مرتب) نے یہ حدیث لکھی ہے کہ ہر ایک بندہ کے لئے ایک فرشتہ موکل ہے جو اس کے ساتھ ہی رہتا ہے اور اس کی نیند اور بیداری میں شیاطین اور دوسری بلاؤں سے ان کی حفاظت کرتا رہتا ہے اور اسی مضمون کی ایک اور حدیث کعب الاحبار نے بیان کی ہے...... عکرمہ سے یہ حدیث لکھی ہے کہ ملائکہ ہر یک شر سے بچانے کے لئے انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور تقدیر مبرم نازل ہو تو الگ ہو جاتے ہیں۔ اور پھر مجاہد سے نقل کیا ہے کہ کوئی ایسا انسان نہیں جس کی حفاظت کے لئے دائمی طور پر ایک فرشتہ مقرر نہ ہو...... جیسے ایک داعی شر انسان کے لئے مقرر ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے ایسا ہی ایک داعی خیر بھی ہر ایک بشر کے لئے موکل ہے جو کبھی اس سے جدا نہیں ہوتا اور ہمیشہ اس کا قرین اور رفیق ہے"۔

آیت نمبر ۶۶:" قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ..........الخ"۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں "عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ، فوق کے تین معنی ہیں۔ کوئی ظالم بادشاہ مسلط کردے۔ بیرونی دشمن حملہ آور ہو۔ ہوائیں ایسی آویں جن سے لوگ پہاڑوں کے نیچے دب کر مر جائیں۔ اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اس کے بھی تین معنی ہیں۔ زلزلوں سے زمین پھٹ جائے، خسف ہو جائے، اپنے نوکروں کے ہاتھوں ہلاک ہو جاویں۔ جن کو ذلیل سمجھا ہوا ہے وہی تسلط پا جاویں"۔

پھر فرماتے ہیں "جنگ و لڑائی وغیرہ کو بھی عذاب قرار دیا ہے۔ عذاب بہت اقسام کے ہوتے ہیں۔ کیا خدا کے پاس عذاب کی ایک ہی قسم ہے؟ اور خدا کی عادت ہے کہ ہر نشان میں ایک پہلو اخفاء کا رکھتا ہے ورنہ وہ چاہے تو چن چن کر بڑے بڑے بدمعاش ہلاک کردے۔ سب لوگ ایک ہی دن میں سیدھے ہو جاویں"۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۱،۲۔ مورخہ ۲۳/جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۳)

آیت نمبر ۶۹:"وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ..........الخ"۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں "جو بدکار ہیں یا بدکاروں کے آشنا ان کو کیا ہدایت مل سکے۔ بد صحبت سے بچو۔ جہاں تمسخر ہو رہا ہو وہاں کوئی بھلا مانس چلا جائے تو وہ بھی کوئی بات تمسخر میں کردے گا۔ پس ایسی صحبت ہی میں نہ بیٹھو۔ حدیث میں آیا ہے کہ کسی شخص کے حالات معلوم کرنے ہوں، اس کے دوستوں کو دیکھو۔ اِنَّ الْمَرْءَ عَلٰى دِيْنِ حَبِيْبِهٖ ۔ مومن کو چاہئے کہ دعا کرے کہ شہر والے مجھ سے محبت کریں پر میں صلحاء سے محبت کروں"۔ (ضمیمہ اخبار البدر قادیان ۳/ستمبر ۱۹۰۹ء۔ بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۶۰،۱۶۱)

آیت نمبر ۷۲:" وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا..........الخ۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کھیل کود کی باتیں لھو و لعب کی خاطر ہیں اور اصل مقصد سے انسان کو غافل کر دیتی ہیں۔ آنحضرتؐ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ ہیں اس لئے جو معمولی سی کمی رہ گئی ہوگی وہ شفاعت سے دور ہو سکتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں "کالجوں میں کس قدر غفلت کا سامان موجود ہے اور دین کو کیا بے حقیقت سمجھا جاتا ہے اس لئے کالجیٹوں کو بڑے ہی استغفار کی ضرورت ہے کیونکہ ان لوگوں کے سامنے یہ لوگ غفلت اور سیاہ دلی کا سامان مہیا کرتے ہیں"۔ (ضمیمہ اخبار البدر قادیان ۳/ستمبر ۱۹۰۹ء)

لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۔ حضور ایدہ اللہ نے یہ فرمایا یہ بھی تمثیلات ہیں۔ غور و فکر کرتے رہنا چاہئے۔ اگر اس کا تصور انسان کرے تو سمجھے گا کہ جیسے کھولتا ہوا پانی پیا جاتا ہے اسی طرح میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ اور اس طرح پھر اس سے بچنے کی طرف توجہ اور کوشش کرے گا۔

☆......☆......☆

درس قرآن کریم ۲۹/دسمبر ۱۹۹۹ء۔ (سورۃ الانعام آیت ۷۲ تا ۹۵)

آیت نمبر ۷۲:"قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا..........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت کا عام پیغام یہ ہے کہ ہر چیز جسے اگر مانا جائے جو نہ فائدہ دیتی ہو نہ نقصان تو اس کے ماننے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "ان کو کہہ دے کہ تمہارے خیالات کیا چیز ہیں۔ ہدایت وہی ہے جو خداتعالیٰ براہ راست آپ دیتا ہے ورنہ انسان اپنے غلط اجتہادات سے کتاب اللہ کے معنی بگاڑ دیتا ہے اور کچھ کا کچھ سمجھ لیتا ہے۔ وہ خدا ہی ہے جو غلطی نہیں کھاتا لہٰذا ہدایت اسی کی ہدایت ہے انسانوں کے اپنے خیالی معنی بھروسے کے لائق نہیں ہیں"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۸۷)

آیت نمبر ۷۴:" وَهُوَالَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ....الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ كُنْ فَيَكُوْنُ کا صحیح ترجمہ یہی ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے کہ ہو جائے تو وہ ہونے لگتی ہے اور پھر ہو کر رہتی ہے۔ مثلاً کائنات کو بننے کا ارشاد ہوا تو اس کی تکمیل لمبے عرصہ کے بعد آکر ہوئی حالانکہ اس کو ہونے کا حکم تو بہت پہلے کا تھا اس لئے مطلب یہی ہے کہ ہونے کا کام تو شروع اسی وقت ہو جاتا ہے اور پھر عمل ہوتا رہتا ہے اور تکمیل ہو کر رہتی ہے۔

آیت نمبر ۷۵:" وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ..........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ساری دنیا میں جو اولاد پھیلی ہوئی ہے وہ اپنے آپ کو ابراہیمؑ کی اولاد بیان کرتی ہے۔ ہندوؤں کے بارہ میں بھی تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ رام سے مراد بھی دراصل ابراہیم ہی ہیں کہ ان ہی سے نسل آگے پھیلی ہے۔

علامہ فخرالدین رازیؒ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ اکثر اوقات حضرت ابراہیمؑ کے حالات کے ذریعہ مشرکین عرب پر حجت پوری کرتا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ عرب کی تمام قومیں ان کی فضیلت کی معترف تھیں۔ مشرکین بھی حضرت ابراہیمؑ کی فضیلت کے اقرار کے ساتھ ساتھ ان کی اولاد ہونے کے مدعی تھے۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ بھی اور مسلمان سب کے سب ان کی عظمت شان کے اقراری

Want to Import a Car?

We are an exporter of used and reconditioned Japanese cars around the world. Without the customer satisfaction, we would'nt be in business for over 20-years. It always pays to know the right people.

Minno Chan Corporation

1-5-3-211 Odai, Adachi-Ku, Tokyo-120-0046 Japan.

Tel: (03) 3879-0255 Fax: (03) 3879-0309

ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے خلاف بحث کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ کے حالات کا تذکرہ کیا ہے اور حضرت ابراہیمؑ کو جو یہ خصوصیت ملی کہ دنیا کا اکثر حصہ ان کی فضیلت و عظمت کا معترف ہے یہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ خدا اور بندہ کے درمیان معاہدہ ہوا ہے جیسا کہ فرمایا اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ. حضرت ابراہیمؑ نے عہد عبودیت کو بڑی عمدگی سے نبھایا جس کی اللہ تعالیٰ نے بعض مقامات پر اجمالاً اور بعض جگہ تفصیلاً گواہی دی ہے"۔

آیت نمبر ۷۶:"وَكَذٰلِكَ نُرِیٓ اِبْرَاهِیْمَ ....الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انسانی علم اور یقین مختلف تجارب سے مراتب میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس بارہ میں فرماتے ہیں "ایک دفعہ حضرت سے میں نے پوچھا یقین کی کوئی انتہاء بھی ہے؟ فرمایا جب میں بچہ تھا تب بھی خدا پر میرا ایمان تھا۔ جب جوان تھا تب اور ایمان بڑھا۔ جب کچھ پڑھا تب اور بڑھا۔ پھر جب الہام ہوا پھر اور ایمان بڑھا۔ پھر الہاموں کو پورا ہوتے ہوئے پایا، پھر اور ایمان بڑھا۔ پس یقین کی کوئی حد نہیں اور مراتب یقین کی کوئی حد نہیں"۔

(ضمیمہ اخبار البدر قادیان ۳/ستمبر ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۶۱،۱۶۲)

آیت نمبر ۷۷:" فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا..............الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کو مَلَكُوْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ دکھائے گئے تھے۔ اس آیت کی روشنی میں جب اس آیت اور بعد کی آیات کو دیکھتے ہیں تو واضح ہو جاتا ہے کہ یہ ابراہیمؑ کا بحث کرنے کا زبردست طریق تھا ورنہ ستاروں وغیرہ کا تو انہیں پہلے سے پتہ تھا کہ وہ ماند پڑ جایا کرتے ہیں اور غائب ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی اعلیٰ درجہ کی حجت کا مذاق اڑانے کے لئے بعض علماء نے جھوٹے اور فرضی قصے بنائے ہوئے ہیں جن کا کوئی جواز نہیں۔

آیت نمبر ۷۸:" فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّی..........الخ"۔ حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں "لَمْ یَهْدِنِیْ، اگر مجھے ہدایت نہ کی ہوتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس سے پہلے ہدایت یاب تھے۔ یہ نہیں کہ اس وقت بھول سے تارے چاند کو ربّ کہہ رہے تھے"۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۳/ستمبر ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۶۲)

آیت نمبر ۷۹:" فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّی هٰذَآ اَكْبَرُ ....الخ"۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "پھر سورج کو لیا ہے۔ اسے بھی وہ روزانہ دیکھتے تھے اس لئے ستارہ اور چاند سے قبل اسے خدا کہنا چاہئے تھا مگر اسے نہیں کہا۔ یہ بھی دراصل ان سے طنز کیا ہے اور تدریجی طور پر ان کو شرمندہ کیا ہے"۔

آیت نمبر ۸۰:"اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ"۔ حضور نے فرمایا کہ لِسَانُ الْعَرَب میں ہے اَلْحَنِیْفُ، ایسا فرمانبردار جو باقی ادیان سے کنارہ کش ہو کر حق کی طرف مائل ہو اور حَنِیْفٌ اس کو بھی کہا گیا ہے کہ جو بیت حرام کو اپنا قبلہ بناتا ہے وہ ملت ابراہیمؑ پر قائم ہے۔ حَنِیْفٌ مخلص کو بھی کہتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ حنیف وہ ہے جو امر الٰہی میں فرمانبرداری اختیار کرے اور سر مُو انحراف نہ کرے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نماز شروع کرنے سے قبل یہی الفاظ ہیں جو نیت کے طور پر پڑھے جاتے ہیں۔ اس آیت کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "اس سے پہلے خیال کے مطابق تو یہ کہنا چاہئے تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کے منکر ہیں کیونکہ ستارہ دیکھا، چاند دیکھا، سورج دیکھا لیکن وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے ہی سے سمجھے ہوئے تھے اور یہ بھی اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ وہ پہلے ہی سے شرک سے بیزار تھے"۔

آیت نمبر ۸۳:" اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُوْلٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یاد رکھنا چاہئے کہ صحابہ کی اکثریت مشرکین میں سے ایمان لائی تھی اس لئے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو کسی صورت میں بھی معاف نہیں فرمائے گا۔ ہاں البتہ اگر ساری عمر اسی شرک پر قائم رہیں اور اسی پر مر جائیں تو پھر معاف نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر ۸۴:" وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰهَآ اِبْرَاهِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ..........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا ہے کہ تِلْكَ حُجَّتُنَآ، یہ بات خوب یاد رکھو کہ کبھی اپنی طرف سے مباحثہ کی ابتداء نہ کرو اور علم پر مغرور نہ ہو جاؤ بلکہ جب چاروں طرف سے بات گلے پڑ جاوے تو اس وقت دعا کرے کہ میرا علم، میری قدرت، میری عقل ناقص ہے۔ تو ہی اپنے فضل سے میرا معین و ناصر ہو۔ میں پچاس سال سے تجربہ کر رہا ہوں، اسی طرز میں کامیاب ہوا ہوں۔ تِلْكَ حُجَّتُنَآ میں بتایا کہ وہ هٰذَا رَبِّی کی دلیل خدا کی طرف سے دی گئی ہے"۔

آیت نمبر ۸۵:" وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ..........الخ"۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے "مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ میں ضمیر کا مرجع بعض نے حضرت ابراہیمؑ کو قرار دیا ہے اور بعض نے نوحؑ کو۔ جو ابراہیمؑ کو مرجع قرار دیتے ہیں وہ اس کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس جگہ حضرت ابراہیمؑ کا ذکر شروع ہے اور جو نوحؑ کو قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہاں بعض ایسے انبیاء کا ذکر کیا گیا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے نہیں۔ جیسے حضرت لوطؑ اور حضرت یونسؑ اور حضرت ایوبؑ۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے نہیں پھر جنہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو مرجع قرار دیا ہے انہوں نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ذُرِّیَّتْ سے مراد صرف اولاد ہی نہیں ہوا کرتی بلکہ ارد گرد کے لوگ اور بعد میں آنے والے لوگ اور اس کے ہمنوا اور ہم خیال بھی مراد ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں نوح کا لفظ زیادہ قریب ہے۔ اس لئے ضمیر اسی کی طرف جاتی ہے اور حقیقی معنوں میں ذُرِّیَّت بھی اسی کی بن سکتے ہیں اس لئے ضمیر اسی کی طرف پھر سکتی ہے"۔

آیت نمبر ۸۸:" وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ....الخ"۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اِجْتَبَیْنٰهُمْ، اور ہم نے ان کو چن لیا یعنی وہ باعتبار اپنی فطرتی قوتوں کے دوسروں میں سے چیدہ اور برگزیدہ تھے اس لئے قابل رسالت و نبوت ٹھہرے"۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۸۵ حاشیہ نمبر ۱۱)

آیت نمبر ۹۰:"اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ..........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مختلف اقوام میں کوئی نہ کوئی صاحبِ کتاب ہوتا رہا ہے۔ بعد میں آنے والوں کو کتاب کا حقیقی مفہوم اور حکمت کی باتیں سکھائی گئیں اور یہ انبیاء ہی ہوتے ہیں جو پہلوں کی حکمت کی باتیں خدا تعالیٰ سے سمجھ کر لوگوں کو سمجھاتے ہیں۔

ہر نبی کو کتاب نہیں ملی۔ ساری تفاسیر اس بات پر متفق ہیں کہ سب کو کتاب نہیں دی گئی بلکہ بعض کو کتاب ملی اور بعض کو اس کا علم دیا گیا۔ چنانچہ فتح البیان والا لکھتا ہے لَیْسَ لِكُلٍّ مِّنْهُمْ كِتَابٌ فَالْمُرَادُ بِاِیْتَاءِ الْكِتٰبِ تَفْهِیْمُ مَا فِیْهِ، کہ ہر نبی کو کتاب نہیں ملی۔ پس اِیْتَاءِ الْكِتٰبِ سے مراد کتاب کی سمجھ اور اس کا علم ہے جو ان کو دیا گیا"۔ یہی بات علامہ رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اور ابو مسعود عمادی نے تفسیر کبیر کے حاشیہ میں لکھی ہے۔ نیز تفسیر ابن جریر اور تفسیر نیشاپوری میں بھی یہی مضمون درج ہے۔

آیت نمبر ۹۳:" وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ ....الخ"۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے "مُبَارَكٌ، بِرْكَةٌ کہتے ہیں نیچی جگہ کو جہاں پانی آکر جمع ہو جاتا ہے۔ وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ، اس میں مزید عقلی دلیل کو واضح کیا ہے۔ بتایا کہ یہ کتاب ایسی ہے اس کی صفت اور حقیقت یہ ہے کہ اسے ہم نے نازل کیا ہے۔ پھر وہ مبارک ہے، برکت والی ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کے تمام فیوض جمع ہیں۔ یہ کتاب تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ جہاں جہاں فضل ربانی اور صداقت اور وحی اللہ کی بارش ہوئی تھی وہ تمام اس میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اس سے قبل جو تعلیمیں اور پیشگوئیاں موجود ہیں ان کو یہ پورا کرنے والی ہے"۔

وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَ مَنْ حَوْلَهَا، حضور نے اس آیت کے متعلق فرمایا کہ اُمُّ الْقُرٰی کے بارہ میں سب متفق ہیں کہ اس سے مکہ مراد ہے لیکن کن معنوں میں یہ اُمُّ القریٰ ہے۔ مفسرین نے اس کی مختلف توجیہات پیش کی ہیں۔ علامہ رازی لکھتے ہیں "ابو بکر الاصم کہتے ہیں کہ چونکہ یہ اہل دنیا کا قبلہ ہے۔ اس لئے یہ بستی بنا اور جڑ کے طور پر ٹھہری اور باقی تمام علاقے اس کے تابع ٹھہرے۔ اور اس طرح اہل دنیا کی بنیادی عبادات میں سے حج جو اس بستی میں ادا ہوتا ہے جس کے سبب مخلوق اس بستی کی طرف آتی ہے جیسے اولاد ماں کی طرف آتی ہے"۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ "ہم نے قرآن کو عربی زبان میں بھیجا تا تو اس شہر کو ڈراوے جو تمام آبادیوں کی ماں ہے اور ان آبادیوں کو جو اس کے گرد ہیں یعنی تمام دنیا کو اور اس میں قرآن کی مدح اور عربی کی مدح ہے۔ پس عقلمندوں کی طرح تدبر کر اور غافلوں کی طرح ان پر سے مت گزر۔ اور جان کہ یہ آیت قرآن اور عربی اور مکہ کی عظمت ظاہر کرتی ہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بستیوں کی ماں مکہ کیسے ہوئی؟ وجہ یہ ہے کہ سب بستیوں کو دراصل پیدا کرنے کی اصل وجہ مکہ ہی تھی اس لئے فرمایا ہے اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ ...... گویا مکہ سب بستیوں کی ماں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ام الالسنہ بھی عربی کو بنایا جو مکہ والوں کی زبان ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ نے یہی بتایا کہ تمام زبانوں کا مرجع عربی ہی ہے تو گویا زبان بھی ایسی چنی گئی جو ام الالسنہ ہے۔

آیت نمبر ۹۵:" وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ.......... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے ہی آؤ گے۔ یہ غور طلب بات ہے کہ حشر نشر تو اکٹھا بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ہر ایک کی جان بہر حال اکیلے ہی نکلا کرتی ہے۔

(نوٹس مرتبہ : منیر الدین شمس)

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

وہ انعام یافتہ جو خدا کے دربار سے انعام یافتہ ہو وہ تو اگر ان پڑھ بھی ہو تو ایسا انعام یافتہ بن سکتا ہے کہ تمام کائنات کے چوٹی کے علماء اور چوٹی کے اعزاز پانے والے اس کی جوتیوں کو اٹھانے میں فخر محسوس کریں۔

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

نان ——— نان ——— نان

ہمارے آٹومیٹک پلانٹ پر حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق اعلیٰ اور معیاری نان تیار کئے جاتے ہیں اور پلاسٹک کی فلم میں seal کئے جاتے ہیں۔ شادی بیاہ اور فیملی پیک پر خاص رعایت۔

برطانیہ اور یورپ میں ڈسٹری بیوٹرز کی ضرورت ہے۔ فری نمونہ کے لئے رابطہ کریں

Shalimar Foods

Tel: 01420 488866 —— Fax: 01420 474999

جماعت احمدیہ تنزانیہ (مشرقی افریقہ) میں

صوبائی تربیتی جلسہ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: مبارک محمود مبلغ سلسلہ تنزانیہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تنزانیہ کے صوبہ جات Lindi اور Mtwara کی جماعتوں کا جلسہ سالانہ ۳، ۴؍دسمبر ۱۹۹۹ء بروز جمعہ اور ہفتہ جماعت احمدیہ Nachingwea کی مسجد کے گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں ملکی جلسہ سالانہ کے بعد نومبایعین کی تعلیم و تربیت کے لئے پورے ملک میں صوبائی سطح پر جلسے منعقد کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ اور یہ اس نوعیت کا ساتواں صوبائی جلسہ تھا۔

جماعتوں کو ان صوبائی جلسوں کا پروگرام دیا گیا تو تمام جماعتوں نے بڑے شوق و جذبہ کے ساتھ جلسہ کا پروگرام بنایا۔ اس سلسلہ میں صدران جماعت نے متعدد میٹنگز کیں، انتظامیہ تشکیل دی، جس نے وقت پر جلسہ کے انتظامات کی تیاری مکمل کر لی۔

مورخہ ۳؍دسمبر بروز جمعہ جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مظفر احمد صاحب درانی امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ نے اپنے افتتاحی خطاب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے انقلاب کا تذکرہ کر کے احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور اس الٰہی پیغام کو ہر طرف پھیلانے پر زور دیا۔

جلسہ میں کی گئی تقاریر کے عناوین یوں تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ، تفسیر آیت خاتم النبیین، احمدیت کی حقیقت، بدرسومات (بدعات) کے خلاف جہاد، وفات مسیحؑ، صداقت حضرت مسیح موعودؑ، تاریخ احمدیت، اس کے علاوہ "میں نے احمدیت کیوں قبول کی" کے عنوان پر کئی نواحمدیوں نے ایمان افروز تقاریر کیں۔ اسی طرح مجلس سوال و جواب کا پروگرام بھی بہت دلچسپ رہا۔

پہلے دن نماز مغرب و عشاء کے بعد تمام خدام و اطفال سے مکرم عبدالرحمٰن محمد آمے صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے خطاب کیا اور انہیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ جن مجالس کا تاحال انتخاب نہیں ہوا تھا ان کا انتخاب کروایا گیا۔ اسی طرح واقفینِ نو اور ان کے والدین کا ایک اجلاس بھی منعقد کیا گیا۔

دوسرے دن کے ایک اجلاس میں مکرم معراج صاحب ڈسٹرکٹ کمشنر مہمان خصوصی تھے جنہوں نے اپنی تقریر میں نظام جماعت اور احباب جماعت کے رویہ کی بہت تعریف کی اور بتایا کہ احمدیہ مسجد سے کبھی کسی جھگڑے کی خبر نہیں ملی۔ مکرم امیر صاحب نے ڈسٹرکٹ کمشنر کو یقین دلایا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے کبھی کوئی جھگڑا نہ مسجد کے اندر ہوگا اور نہ مسجد کے باہر کیونکہ جماعت کا ایک الٰہی نظام ہے اور احباب جماعت کو کسی دنگا فساد سے الگ رہنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مکرم ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب نے بعد میں کئی تقاریر سماعت فرمائیں اور تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آج میں نے جماعت احمدیہ کے بارہ میں بہت کچھ سیکھا ہے۔

جلسہ کے اختتامی اجلاس میں مکرم مظفر احمد صاحب درّانی، امیر جماعت احمدیہ تنزانیہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عشق رسولؐ کا ذکر فرمایا اور آپؑ کی کتب کا تعارف کرواتے ہوئے ذیل کی تین کتب کا تفصیلی ذکر کیا۔ کشتی نوح، دافع البلاء اور اعجاز المسیح۔ مکرم امیر صاحب نے ان کتب میں موجود حضرت مسیح موعودؑ کے چیلنج، اعجازی برتری اور مخالفین کی شکست و ذلت کو بیان کیا۔

اس جلسہ کی حاضری ۶۰۰ تھی جس میں ۱۵۰ نواحمدی تھے۔ اگرچہ یہ حاضری تھوڑی دکھائی دیتی ہے مگر یہاں کے دور دور کے فاصلوں اور ٹرانسپورٹ کے ناقص نظام کے پیش نظر یہ حاضری قابل قدر ہے۔

یہ جلسہ مسجد احمدیہ کے کھلے گراؤنڈ میں پنڈال لگا کر کیا گیا۔ مہمانوں کے لئے لنگر خانہ مسیح موعودؑ جاری کیا گیا جس کا سارا انتظام احباب جماعت خود کر رہے تھے۔ خدا کے فضل سے تمام انتظامات خوش اسلوبی سے انجام پائے۔

اس علاقے میں پانی کی شدید قلت ہے لیکن خدمت کے جذبے سے بھرپور احباب و خواتین سروں اور سائیکلوں پر مسلسل پانی لاتے رہے اور کسی ایک وقت بھی جلسہ کے لئے پانی کی قلت محسوس نہیں ہوئی۔

جلسہ کی آواز کو دور دور تک پہنچانے کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا احسن انتظام تھا۔ جس کے لئے جنریٹر حاصل کئے گئے تھے۔ اسی طرح جلسہ کی آڈیو ریکارڈنگ کا بھی انتظام تھا۔ اس نوعیت کا اس علاقے میں یہ پہلا جلسہ تھا جو ارد گرد کے لوگوں کے لئے دلچسپی اور حیرانی کا باعث بنا رہا۔

تمام جماعتوں کے ممبران مجلس عاملہ نے جلسہ کے فوراً بعد میٹنگ کر کے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ آئندہ بھی ہر سال جلسہ منعقد کریں گے بلکہ آئندہ سال کے لئے ابھی سے تاریخیں بھی مقرر کر لی گئیں۔ اور جیسا کہ اس سال جلسہ کے اخراجات ان جماعتوں نے برداشت کئے ہیں آئندہ سال بھی وہ کوشش کریں گے کہ تمام اخراجات خود برداشت کر لیں۔

قارئین کرام سے جلسہ کے تمام کارکنان کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ مولا کریم انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور سب کا حامی و ناصر ہو اور جماعت احمدیہ تنزانیہ کو دعوت الی اللہ اور تربیت کے میدانوں میں مثالی اور خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی بے شمار برکتوں سے نوازے۔ آمین

سوٹوں کی قیمتوں میں حیرت انگیز کمی۔ پہلے آیئے، پہلے پایئے

۲۵؍جنوری سے ۱۵؍فروری تک گرینڈ سیل

زنانہ سوٹ -,19 -,29 -,39 -,59 -,79

بچگانہ سوٹ -,15 -,19 -,29 ——— مردانہ سوٹ -,25 -,35

اس کے علاوہ ہر قسم کے سوٹوں پر 20% سے 50% تک رعایت

Bela Boutique - Kaiserstr 64, Frankfurt

Tel: 069/24279400 - 0170 2128820

اذکروا موتاکم بالخیر

مکرمہ سارہ رحمان صاحبہ (مرحومہ)

(ڈاکٹر طارق انور باجوہ)

محترمہ سارہ رحمٰن صاحبہ آف لندن ۱۳؍نومبر ۱۹۹۹ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ ۱۹۳۵ء میں مکرم عبدالکریم ڈار صاحب کے ہاں گورداسپور میں پیدا ہوئیں اور ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ آپ کے والدین ۱۹۴۷ء میں برصغیر کی تقسیم کے وقت سیالکوٹ میں رہائش پذیر ہوئے اور آپ نے باقی تعلیم وہاں حاصل کی۔ ۱۹۵۵ء میں آپ کی شادی مکرم عبدالرحمٰن صاحب بٹ کے ساتھ ہوئی اور ان کے ساتھ نیروبی منتقل ہو گئیں۔ آپ چھوٹی عمر ہی سے جماعتی کاموں میں دلچسپی لیتی تھیں۔ اور نیروبی میں بھی مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی جن میں ایک عرصہ تک بحیثیت صدر لجنہ نیروبی کام کیا۔ اٹھارہ سال تک نیروبی میں رہنے کے بعد ۱۹۷۴ء میں لندن منتقل ہو گئیں۔ لندن میں بھی مختلف عہدوں پر فائز رہ کر خدمت کی سعادت حاصل کی جن میں قائم مقام صدر لجنہ یوکے، نائب صدر لجنہ یوکے، جنرل سیکرٹری لجنہ کے علاوہ سیکرٹری رشتہ ناطہ یوکے کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ ۱۹۸۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے لندن آنے کے بعد دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے منسلک ہو گئیں اور حضور کی ذاتی ڈاک سے متعلق جوابات دینے والی عورتوں کی ٹیم ان کی سرپرستی میں منظم ہوئی اور وفات سے چند ماہ قبل تک یہ کام کرتی رہیں۔ ۱۹۹۷ء کے جلسہ یوکے میں حضور ایدہ اللہ نے ان کے کام کی خصوصی تعریف فرمائی۔

برصغیر کے رہنے والے آپ کو رسالہ مصباح کے حوالے سے بھی جانتے ہیں۔ مصباح کے باقاعدگی سے لکھنے والوں میں شامل تھیں اور آپ کے مضمون گھریلو تربیتی امور کے موضوع پر خوبصورتی سے روشنی ڈالتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے ایک دفعہ انہیں بلا کر ان کے مضامین کی بہت تعریف فرمائی۔

ذاتی طور پر آپ اعلیٰ اخلاق کی حامل اور اوصاف حمیدہ سے پُر، انتہائی ملنسار اور پروقار شخصیت تھیں۔ جو ایک دفعہ ان سے ملتا ان کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ ہر ایک کے لئے مادرانہ شفقت رکھتی تھیں اور ہر ممکن طریق سے مدد کی کوشش کرتیں۔ تہجد گزار اور صاحب رویاء و کشوف تھیں۔ بے حد دعا گو تھیں اور بسا اوقات دعا کی قبولیت سے متعلق پہلے سے بتا دیا کرتی تھیں۔ انفاق فی سبیل اللہ میں بھی سابقون میں شامل تھیں اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ بہت سے یتیم طالب علم ان کی سرپرستی میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔

آپ ایک متوکل خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ حضور انور بھی ازراہ شفقت ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آخری بیماری میں خصوصاً گاہے بگاہے پھول اور پھل بھجواتے رہے اور عیادت اور دعاؤں کے خصوصی پیغامات سے نوازتے رہے۔

اپنی جماعتی ذمہ داریوں کے باوجود آپ ایک ذمہ دار بیوی اور شفیق ماں تھیں۔ گھریلو ذمہ داریاں احسن طور پر نبھاتی رہیں اور بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ان کی اچھی تربیت بھی کی۔

وفات سے پانچ ماہ قبل پتے کی نالی میں کینسر کی تشخیص ہوئی۔ ۱۶؍نومبر ۱۹۹۹ء کو قبل از نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت نماز جنازہ پڑھائی اور بروک وڈ قبرستان کے قطعہ موصیان میں تدفین عمل میں آئی جس کے بعد مکرم عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور سب پسماندگان کو مرحومہ کی نیک خوبیوں کا وارث بنائے۔

اعتذار و تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کی جلد ۷ شمارہ نمبر ۵ کے صفحہ ۱۱ کے آخری کالم میں "حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا موقف" کے عنوان کے تحت پہلے جملہ میں سہواً سن ۱۹۰۱ء شائع ہو گیا ہے جو درست نہیں اصل فقرہ یوں ہے: "حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۲۶؍دسمبر ۱۹۱۰ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضرین جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا"۔ احباب اس کے مطابق درستی فرمالیں۔ (ادارہ)

بقیہ: قصہ ایک اونٹنی کا از صفحہ نمبر ۴

پھر اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ ان کے متعلقین کا کیا حال ہوگا یا یہ کہ اس سزا کا نتیجہ کیسا خطرناک نکلے گا۔ بعض دفعہ ساری قوم ہلاک نہیں ہوتی بلکہ اس کا کچھ حصہ بچ رہتا ہے جو دنیا میں انتہائی طور پر ذلیل ہو جاتا ہے۔ مگر فرماتا ہے جب ہماری طرف سے کسی قوم کو تباہ کرنے کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو پھر ہم اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ اس قوم کے بقیہ افراد کیا کیا تکالیف اٹھائیں گے۔

جب قوم کی اکثریت خد اتعالیٰ کے غضب کی مستحق ہو جاتی ہے اور خاموش رہنے والے گو مقابلہ نہیں کرتے مگر نبی کی تائید بھی نہیں کرتے تو وہ بھی اکثریت کے ساتھ ہی تباہ و برباد کر دئے جاتے ہیں۔

اس سے یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ ظلم کرتا ہے یا اندھا دھند عذاب نازل کر دیتا ہے بلکہ جس قوم کے استیصال کا وہ فیصلہ کرتا ہے انصاف کے ماتحت کرتا ہے اور جبکہ وہ خود اپنے انجام کو نہیں دیکھتی تو اللہ تعالیٰ اس کے انجام کو کیوں دیکھے"۔

(تفسیر کبیر سورۃ الشمس)

"اس جگہ یہ امر پیش نظر رکھنا چاہئے کہ بعض دفعہ تباہی جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہوتی ہے۔ خود ثمود جسمانی طور پر کلی ہلاکت میں مبتلا ہوئے اور مکہ والے مذہبی طور پر۔ چنانچہ ان کے مذہب اور طور طریق کا نام و نشان تک باقی نہ رہا"۔(حوالہ مذکورہ بالا)

حضرت صالحؑ اور ساتھی مومنین کی عذاب سے نجات

اگرچہ یہ ایک نہایت خوفناک اور عظیم عذاب تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ اور ان کے ساتھی مومنین کو اس عذاب سے محفوظ رکھا اور یوں انہیں ایک عظیم الشان فرقان عطا کیا۔ کیونکہ اس کی شان یہ ہے کہ۔

کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

فرماتا ہے:

"فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ . اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ "۔(ہود:۶۷)

پس جب ہمارا فیصلہ آگیا تو ہم نے صالح کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت کے ساتھ نجات بخشی اور اس دن کی ذلت سے بچالیا۔ یقیناً تیرا ربّ ہی دائمی قوت والا (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

عذاب سے نجات کا سبب

اور سورۃ النمل میں یہ بھی بتادیا کہ ان لوگوں کو اس لئے اس عذاب سے محفوظ رکھا گیا کہ یہ خدا کے نبی پر ایمان لے آئے تھے اور اس لئے کہ وہ تقویٰ شعار تھے۔ یہ ان کا ایمان اور تقویٰ ہی تھا جس نے انہیں ہلاکت سے بچالیا۔ اور ان کے دشمن ان کی نظروں کے سامنے ہلاک ہوئے۔ فرماتا ہے:

"وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ"(النمل:۵۴)

اور ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور تقویٰ کرتے تھے نجات دی۔

ایک اہم سوال

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تاریخ مذہب کا یہ عظیم الشان واقعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیوں بیان فرمایا؟ اور آنحضرت ﷺ کو اس واقعہ کی خبر کیوں دی؟ کیا یہ محض ایک افسانہ کی حیثیت رکھتا ہے؟ نہیں۔ ہر گز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے جملہ قصص انبیاء سے متعلق فرماتا ہے:

" وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ"۔(ہود:۱۲۱)

اور وہ سب جو ہم انبیاء کی خبروں میں سے تیرے سامنے بیان کرتے ہیں وہ ہے جس کے ذریعہ سے ہم تیرے دل کو تقویت دیتے ہیں۔ اور اس بارہ میں تیرے پاس حق آچکا ہے اور نصیحت کی بات بھی اور مومنوں کے لئے ایک بڑی عبرت بھی۔

پس یہ واقعات اپنے اندر ایک پیشگوئی کا رنگ بھی رکھتے ہیں۔ ان کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کو خبر دی گئی کہ آپؐ کے مخالفین بھی آپؐ کی اشاعت دین کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں گے لیکن آپؐ آزردہ نہ ہوں کیونکہ صالح علیہ السلام کے منکرین کی طرح یہ بھی مرمٹ جائیں گے اور انجام کار آپ کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک پھیلے گی یہاں تک کہ یہ دین سب دینوں پر غالب آجائے گا۔

اللہ تعالیٰ قوم ثمود کے اس بد انجام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

"اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ"۔ (النمل:۵۳)

یقیناً اس میں علم والی قوم کے لئے بڑا نشان ہے۔

اور سورۃ الشعراء میں فرمایا:

"اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ"۔

(الشعراء :۱۶۰،۱۵۹)

اس میں یقیناً ایک بہت بڑا نشان تھا لیکن ان میں سے اکثر مومنوں میں شریک نہ ہوئے اور یقیناً تیرا رب کامل غلبہ والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس واقعہ میں بھی ایک بڑا بھاری نشان ہے جو آئندہ آنے والی نسلوں......... کے لئے صرف درس عبرت کا کام دے رہا ہے۔ خود اس قوم کی اکثریت ایمان سے محروم رہی مگر یہ قوم بھی اپنی ہلاکت اور بربادی سے خدا تعالیٰ کے عزیز اور رحیم ہونے کو ثابت کر گئی۔ اس نے چاہا تھا صالحؑ مغلوب ہو مگر خدا اور اس کا رسول ہی غالب آئے اور پھر اس نے چاہا تھا کہ صالحؑ کی تبلیغی مساعی رنگ نہ لائیں اور خدا اور اس کے رسول کا نام دنیا میں نہ پھیلے مگر خدا تعالیٰ کی رحیمیت نے حضرت صالحؑ کی تبلیغی کوششوں میں برکت ڈالی اور ان کے انفاس قدسیہ سے ایک ایسی جماعت تیار ہو گئی جس نے خدا تعالیٰ کے نور کی قندیلیں اپنے سینوں میں روشن کیں اور بھولی بھٹکی دنیا کے لئے ہادی اور راہنما بن گئی"۔(تفسیر کبیر سورۃ الشعراء)

جیسا کہ پہلے ذکر گزر چکا ہے کہ قرآن مجید قصوں اور کہانیوں کی کتاب نہیں بلکہ یہ واقعات عظیم الشان پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں اور آج اس دور میں بھی یہ حالات آنحضرت ﷺ کے عظیم روحانی فرزند، ماموریِ زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام اور آپ کی جماعت پر اطلاق پاتے صاف دکھائی دے رہے ہیں۔ جس ملک میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ اور دعوت الی اللہ اور شعائر اسلام پر عملدرآمد میں قانونی پابندیاں عائد کرکے اعلائے کلمۃ اللہ واشاعت حق کے کام میں رکاوٹیں ڈالی جارہی ہیں اس کی دگرگوں حالت اور جماعت احمدیہ مسلمہ کی عالمگیر ترقیات و عظیم الشان روحانی فتوحات مذکورہ آیات قرآنی کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

آج اس ملک میں قسما قسم کی نہایت خوفناک ہلاکتیں منہ کھولے کھڑی ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اچانک ایک رجفہ، ایک صیحۃ، ایک عذاب، ایک صاعقہ ظالموں کو پیس ڈالے گی اور فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّ مَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ کا عبرت انگیز منظر دلوں کو دہلا کر رکھ دے گا۔

ان ہولناک تباہیوں سے نجات کی صورت صرف اور صرف مامور زمانہ پر سچا اور حقیقی ایمان اور روزمرہ کے معاملات میں تقویٰ کا التزام ہی ہے۔ سچ فرمایا مامور زمانہ علیہ السلام نے۔

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو؟
ہوگئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن
غیر کیا جانے کہ غیرت اس کی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا انہیں وہ یار بتلانے کے دِن
اے مرے پیارے! یہی میری دعا ہے روز وشب
گود میں تیری ہوں ہم اس خونِ دل کھانے کے دن

☆......☆......☆

کرو توبہ کہ تا ہوجائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق وانابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آجائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولیٰ نے بتا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِيْ اَخْزَى الْاَعَادِيْ

(درثمین)

بقیہ: بچوں کی بیماری پولیو از صفحہ ۱۳

کی خوراک پانچ سال کی عمر تک کے بچوں کو پلائی جاتی ہے جس کی تشہیر حکومت بذریعہ اخبار، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کرتی رہتی ہے۔

پولیو کے مہلک مرض سے بچاؤ کے لئے کھانے پینے کے معاملے میں صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ بازاری اشیاء کھانے پینے سے مکمل پرہیز کرنا چاہئے۔ اور بچوں کو بھی ان اشیاء سے پرہیز کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ گھریلو پکا ہوا تازہ کھانا کھانا چاہئے۔ کھانے پینے کی اشیاء کو کپڑے یا جالی سے ڈھانپ کر رکھنا چاہئے۔ تاکہ مکھیاں ان پر پولیو کے وائرس منتقل نہ کر سکیں۔ چھوٹے بچوں کو بیماروں کی تیمارداری کے وقت یا غیر ضروری طور پر ہسپتال نہیں لے جانا چاہئے۔ بچوں اور بڑوں کو ایک دوسرے کو چومنے سے گریز کرنا چاہئے۔ کیونکہ پولیو کے وائرس مرض کی علامت ظاہر ہونے سے ایک ہفتہ قبل مریض کے تھوک میں خارج ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ جو دوسروں کے کسی بچے کو پولیو ہو جائے تو اسے صحت مند بچوں سے الگ کر دینا چاہئے۔ اور ایک ماہ تک اس کے تھوک اور پاخانے کو طاقتور کیمیائی محلول جنہیں آکسیڈائزنگ ایجنٹ (Oxidizing Agent) کہا جاتا ہے کی مدد سے پولیو وائرس کو ختم کرکے ٹھکانے لگانا چاہئے۔ پولیو کی وباء کے دنوں میں پولیو کے مریضوں کو صحت مند بچوں سے الگ کر دینا چاہئے۔ ہر قسم کے جلسے اور جلوسوں میں شرکت پر پابندی لگا دینی چاہئے۔ شہر کے تمام سوئمنگ پولز کی صفائی کروا کر مقررہ مقدار میں کلورین (Chlorine) ڈالنی چاہئے۔ تا کہ یہ پولیو وائرس سے پاک ہو جائیں۔ تمام سکول، کالجز میں ہر قسم کے ورزشی مقابلہ جات بند کر دینے چاہئیں کیونکہ ورزش کے دوران جو پٹھے استعمال ہوتے ہیں ان کا مفلوج ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ تمام ہسپتالوں میں صرف انتہائی ضروری ٹیکہ جات اور آپریشن کرنے چاہئیں کیونکہ جس پٹھے میں ٹیکہ لگایا جائے یا آپریشن کیا جائے اس کے پولیو سے شدید طور پر متاثر ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ ۷ر جون ۱۹۹۹ء)

الفضل انٹرنیشنل سے خط و کتابت کرتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ یہ نمبر الفضل انٹرنیشنل کے لفافے کے اوپر آپ کے ایڈریس کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ بعض اوقات احباب اس نمبر کا حوالہ دئے بغیر بعض تبدیلیوں کے لئے درخواست کرتے ہیں یہ نمبر نہ ہونے کی وجہ سے ایسی تبدیلیوں میں دیر ہو جاتی ہے۔ جزاکم اللہ

(مینجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

صحت مند بچوں کو معذور کرنے والی بیماری

پولیو (Polio)

ڈاکٹر عبداللطیف سمیع۔ آرتھوپیڈک سرجن

پولیو صحت مند بچوں کو معذور کرنے والی بیماری ہے جس کا پورا نام پولیو مائی لائیٹس (Poliomyelites) ہے۔ یہ بچوں کی صحت کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ اور پولیو سے معذور بچوں اور ان کے والدین کے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں پولیو سے معذور افراد کی تعداد تقریباً دس لاکھ ہے جس میں چھ لاکھ بچے بھی شامل ہیں۔ حکومت پاکستان وقتاً فوقتاً بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے حفاظتی قطرے پلانے کی مہم چلاتی رہتی ہے۔ یہ مہم شہری علاقوں میں خاصی کامیاب رہتی ہے لیکن اس مہم میں دیہاتی علاقوں میں ناکام رہنے سے پولیو سے معذور بچوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا جارہاہے۔ ان علاقوں میں اس مہم کی ناکامی کی وجہ غالباً ناخواندگی اور پولیو کے حفاظتی قطروں کی عدم دستیابی ہے۔

پولیوں کی بیماری میں جسم کے پٹھے مفلوج ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے جوڑوں میں حرکت کی طاقت نہیں رہتی اور رفتہ رفتہ جوڑ ضائع ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر پولیوں کا مرض ٹانگوں کے پٹھوں پر اثر انداز ہوتا ہے جس سے دوررس اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ جن میں پٹھوں کا سوکھ جانا، جوڑوں کا ٹیڑھا ہو جانا، جوڑوں کا نکل جانا، ہڈیوں کا کمزور ہو جانا اور ٹانگوں کا چھوٹا رہ جانا شامل ہیں۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ معذوری بڑھتی جاتی ہے۔ جو بچے کی تعلیم حاصل کرنے، روزگار حاصل کرنے، خاندان اور معاشرے میں باعزت مقام حاصل کرنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے اور اس طرح پولیو کی بیماری سے معذور بچے اپنے خاندان اور معاشرے پر بوجھ بن جاتے ہیں۔

پولیو کی بیماری کی تاریخ

طبی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پولیو کوئی نئی بیماری نہیں ہے اور یہ اکادکا مریضوں یا وبائی صورت میں ہمیشہ ہی کرہ ارض پر موجود رہی ہے۔ جس کا ثبوت اہرام مصر سے برآمد ہونے والی چار حنوط شدہ لاشیں ہیں جن میں پولیو کی وجہ سے معذوری کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے پہلی حنوط شدہ لاش تقریباً چھ ہزار سال پرانی ہے۔ دوسری ۳۷۰۰ قبل مسیح میں حنوط کی گئی تھی۔ اور تیسری ایک راہبہ کی لاش ہے جس کا نام روما (Roma) تھا اور یہ ۱۵۳۰ ق م سے ۱۵۸۰ ق م کے زمانہ میں زندہ تھی۔ اس کا ایک پاؤں پولیو کی وجہ سے ٹیڑھا ہے۔ چوتھی حنوط شدہ لاش بھی ایک عورت کی ہے جس کا نام گپتا (Gipta) تھا۔ اس کے جسم کو تقریباً ۱۲۰۰ ق م میں حنوط کیا گیا تھا۔ اس کے پاؤں میں پولیو کی وجہ سے معذوری پائی جاتی ہے۔ یہ سب حنوط شدہ لاشیں دنیا کے مختلف عجائب گھروں میں موجود ہیں۔

قرون وسطیٰ کے زمانہ میں اس بیماری کی موجودگی کا ثبوت مشہور انگریز مصور پیٹر برگل (Peter Bergel) کی ایک تصویر ہے جو ۱۵۸۹ء میں بنائی گئی۔ اس تصویر میں پولیو کی وجہ سے معذور بھکاری کو دکھایا گیا ہے۔ یہ تصویر انگلستان کے عجائب گھر میں اب بھی موجود ہے۔

طبی سائنس میں ڈاکٹر انڈرووڈ (Dr Underwood) نے ۱۷۸۹ء میں پولیو کو بیماری کے طور پر پیش کیا۔ اس کے بعد ایک لمبے عرصہ تک اس بیماری کے بارے میں کوئی تحقیق نہ کی گئی۔ ۱۸۵۵ء میں انگلستان کے ڈاکٹر ڈوشین (Dr Duchenne) نے پولیو کی وجہ سے حرام مغز (Spinal Cord) کے متاثر ہونے کے بارہ میں حقائق پیش کئے جو آج بھی درست تسلیم کئے جاتے ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں وی آنا کے ڈاکٹر کارل لینڈ سٹائینر (Dr Karl Landstiener) نے پولیو کا مرض بندروں میں منتقل کر کے تحقیقی کام کو مزید آگے بڑھایا۔ ۱۹۰۹ء میں ڈاکٹر فلیکسر (Dr Flexer) نے ثابت کیا کہ پولیو کا مرض بندروں سے انسانوں میں منتقل ہو سکتا ہے۔ ۱۹۴۹ء میں ٹشو کلچر (Tissue Culture) کے ذریعہ پولیو کے وائرس کی افزائش کی گئی تاکہ ان پر مزید تحقیقات کی جا سکیں۔ ۱۹۵۱ء میں یہ معلوم کیا گیا کہ پولیو کا مرض تین مختلف طرح کے وائرس پیدا کرتے ہیں جن کے نام بالترتیب برون (Brun) ہلڈی (Hildye)، لیون (Leon) اور لانسگ (Lancing) رکھے گئے۔ ۱۹۵۴ء میں پولیو سے بچاؤ کے لئے حفاظتی ٹیکہ بنایا گیا اور استعمال بھی کیا گیا لیکن اس میں پولیو سے بچاؤ میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ لہذا مزید تحقیقات جاری رکھی گئیں اور بالآخر ۱۹۵۸ء میں پولیو سے بچاؤ کے حفاظتی قطرے بنائے گئے اور ان کا اسی سال وسیع پیمانے پر کامیابی سے استعمال کیا گیا۔ اس کے بعد سے اب تک یہ قطرے پوری دنیا میں پولیو کے مرض سے بچاؤ کے لئے استعمال کئے جارہے ہیں۔

پولیو کی وبائیں

لکھی گئی تاریخ میں پولیو کی پہلی وباء ۱۸۳۴ء میں سینٹ ہلینا (St. Helina) کے مقام پر پھیلی جس میں تقریباً دو ہزار بچے معذوری کا شکار ہوگئے۔

۱۹۱۵ء میں پولیو امریکہ، ناروے اور سویڈن میں وبائی شکل میں ظاہر ہوا۔ جس کے نتیجہ میں ہزاروں بچے معذور ہو گئے۔

۱۹۳۱ء سے ۱۹۴۱ء کے عرصہ میں پولیو کا مرض انگلستان، جرمنی، آسٹریا، اٹلی اور سوئٹزرلینڈ میں عام بیماری کے طور پر موجود رہا۔ جس کے دوران لاکھوں بچے معذور ہو گئے۔ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء کے دوران یہ مرض جنوبی افریقہ، روڈیشیا، کانگو اور مصر میں عام بیماری کے طور پر موجود رہا جس کی وجہ سے ہزاروں بچے معذوری کا شکار ہوگئے۔

۱۹۴۱ء میں مالٹا اور ۱۹۴۷ء میں برطانیہ اور جرمنی پولیو کی وباء کی لپیٹ میں آگئے جس میں تقریباً دس ہزار بچے معذور ہوگئے۔

۱۹۴۸ء میں ماریطانیہ اور ۱۹۵۰ء میں فرانس اور روس کے وسیع علاقہ میں پولیو کی وباء پھیلی جس کی وجہ سے تقریباً سات ہزار بچے معذور ہو گئے۔ ۱۹۵۴ء میں شمالی امریکہ میں پولیو وباء کی صورت میں نمودار ہوا جس میں تقریباً بارہ ہزار بچے معذور ہو گئے۔ ۱۹۵۸ء میں روس میں یہ مرض دوبارہ وبائی صورت میں ظاہر ہوا جس میں تقریباً پندرہ ہزار بچے معذوری کا شکار ہوگئے۔

۱۹۵۸ء کے بعد دنیا بھر میں پولیو سے بچاؤ کے حفاظتی قطروں کے استعمال کی وجہ سے یہ بیماری وبائی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکی۔

نوع انسانی کی تاریخ کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات ثابت کرنا مشکل نہیں ہے کہ پولیو کی بیماری اب تک لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں بچوں کی معذوری کا سبب بن چکی ہے۔

پولیو وائرس کی خصوصیات

پولیو کے وائرس انتہائی سخت جان اور بہت چھوٹے ہوتے ہیں جو عام خوردبین سے نظر نہیں آتے۔ یہ مریض کے تھوک یا پاخانہ میں خارج ہونے کے بعد مہینوں زندہ رہ سکتے ہیں۔ انہیں ختم کرنے کے لئے طاقتور کیمیائی محلول جنہیں آکسیڈائزنگ ایجنٹ (Oxidizing Agent) کہا جاتا ہے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یا انہیں ۵۵ ڈگری سنٹی گریڈ حرارت ۳۰ منٹ تک پہنچانی پڑتی ہے۔

پولیو کے پھیلنے کے طریقے

پولیو کے وائرس مریض کے تھوک میں بیماری کی علامت کے ظاہر ہونے سے ایک ہفتہ پہلے سے لے کر دو ہفتہ بعد تک خارج ہوتے رہتے ہیں۔ جبکہ یہ وائرس مریض کے پاخانے میں مرض کی علامات ظاہر ہونے کے ایک ماہ بعد تک بھی خارج ہوتے رہتے ہیں۔ یہ وائرس سانس یا خوراک کے ذریعہ صحت مند بچوں کے جسم میں داخل ہو کر تین سے تیس دن کے اندر بیماری پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن عام طور پر یہ دورانیہ سات سے پندرہ دن کا ہوتا ہے جسے انکوبیشن پیریڈ (Incubation Period) کہا جاتا ہے۔ پولیو کے وائرس جسم میں داخل ہونے کے بعد پٹھوں، جگر، تلی، آنتوں، دماغ اور حرام مغز میں پہنچ کر سوزش پیدا کرتے ہیں۔ یہ سوزش پٹھوں، جگر، تلی اور آنتوں کے لئے عارضی طور پر جبکہ دماغ اور حرام مغز کے لئے مستقل طور پر نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ پولیو کے حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے خون کی دفاعی سفید جرثومے (White Blood Cells) فوری طور پر ان اعضاء میں پہنچ کر وائرس کو تباہ کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اگر پولیو وائرس مکمل طور پر تباہ ہو جائیں تو مریض بیماری کے اس دورانیہ کو معمولی تھکن کے طور پر محسوس کرتا ہے لیکن اگر پولیو وائرس تباہ نہ کئے جا سکیں تو مریض سر درد، گلے میں درد، گردن میں اکڑاؤ، کمر میں درد، ہلکی کھانسی، ہیضہ کی سی کیفیت اور بخار محسوس کرتا ہے۔ مرض کے حملے کے دوران اگر دماغ کو نقصان پہنچ جائے تو مریض کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ لیکن عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ اور حرام مغز کا وہ حصہ جو ٹانگوں کے پٹھوں کو کنٹرول کرتا ہے ضائع ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں مریض چلنے پھرنے سے معذور ہو جاتا ہے۔

علاج

پولیو کے مریض کو بیماری کے حملے کے دوران بستر پر مکمل طور پر آرام کرنا چاہئے۔ پٹھوں کے درد اور اکڑاؤ کے لئے دوائی استعمال کرنی چاہئے۔ جسم کے تمام جوڑوں کو تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد حرکت دیتے رہنا چاہئے اور انہیں سیدھی حالت میں رکھنا چاہئے۔ تین ہفتہ کے عرصہ میں مریض کے تمام اعضاء کی سوزش ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اس وقت مریض کے جسم کے تمام پٹھوں کا معائنہ کرنا چاہئے اور ان کی طاقت کا ریکارڈ رکھنا چاہئے۔ اگر مریض کے جسم کے پٹھوں میں کمزوری پائی جائے تو فزیو تھراپی شروع کروا دینی چاہئے۔ پہلے چھ ماہ میں اس کا زیادہ فائدہ ہوتا ہے پھر اس کی افادیت کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی یہ دو سال تک جاری رکھنی چاہئے۔ تاکہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کیا جا سکے۔ اس کے بعد بھی اگر جسم میں معذوری پائی جائے تو کسی ماہر سرجن سے جو پولیو کے مریضوں کے علاج میں مہارت رکھتا ہے سے رابطہ کرنا چاہئے تاکہ مختلف آپریشن کر کے مریض کو معذوری سے بچایا جا سکے۔

پولیو سے بچائو کے طریقے

اپنے بچوں کو پولیو کے مہلک مرض سے بچانا والدین کی اہم ذمہ داری ہے۔ اس کے لئے بچوں کو پولیو کے حفاظتی قطرے استعمال کروانے چاہئیں۔ یہ قطرے صحت مند بچوں کو تقریباً ۱۰۰ فیصد تک پولیو کی بیماری سے بچاتے ہیں۔ اور محکمہ صحت کے مراکز سے بغیر کوئی رقم خرچ کئے بچوں کو پلوائے جا سکتے ہیں۔ ان حفاظتی قطروں کی پہلی خوراک پیدائش کے فوراً بعد، دوسری چھ ہفتوں کے بعد، اور تیسری ۱۰ ہفتے بعد اور چوتھی ۱۴ ہفتے بعد پلائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ پولیو کے خلاف جسم کی موجودہ مدافعت بڑھانے کے لئے وقتاً فوقتاً پولیو کے قطروں

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

بغیر کسی کارڈ کے استعمال سے جرمنی میں
رہنے والوں کے لئے سستی ٹیلیفون کی سہولت
پاکستان: 55 فینی / 30 سیکنڈ
آپ کے اپنے گھر کے فون سے۔
ہمارے پاس ٹیلی فون کارڈز بھی موجود ہیں۔
کمیشن پر دس عدد سے زیادہ منگوا سکتے ہیں
Tel: 06233 480056 Fax: 06233 480057
Mobile: 0171 9073453

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

"وہ جلد جلد بڑھے گا"۔ پیشگوئی مصلح موعود

تقسیم ہند کے وقت مرکز سلسلہ قادیان سے احمدی آبادی کا انخلا اور پھر نوزائیدہ مملکت پاکستان میں ان کی مناسب آبادکاری کا عظیم کام، نئے مرکز ربوہ کا قیام، ویرانے کو شہر میں بدل ڈالنے کا عزم اور تبلیغ واشاعت کا کام پہلے سے بڑھ کر کرتے چلے جانا ...... یہ سب اس پُر آشوب دَور میں حضرت مصلح موعودؓ کے عہد آفریں فیصلوں اور ان کے بسرعت نفاذ، اور جانثاران خلافت کے اپنے اولوالعزم امام کے جلو میں جلد جلد بڑھتے چلے جانے کی ناقابل فراموش داستان ہے۔

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا فروری ۹۹ء میں مکرم ڈاکٹر سلیم الرحمان صاحب "وہ جلد جلد بڑھے گا" کے زیر عنوان اپنے مضمون میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر لاہور میں حضور کی نعش مبارک کے سرہانے کھڑے ہو کر حضرت مصلح موعودؓ نے جو انقلاب آفریں عہد کیا تھا۔ اُسے ۴۷ء میں آپؓ نے لاہور میں ہی اُس وقت دوہرایا جب آپؓ کو قادیان سے جدائی اختیار کرنا پڑی۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ عزم کیا تھا کہ "اگر ساری ہی جماعت مرتد ہو جائے، تب بھی میں اس صداقت کو نہیں چھوڑوں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے اور اس وقت تک تبلیغ جاری رکھوں گا جب تک وہ صداقت دنیا میں قائم نہیں ہو جاتی...... لاہور ہی تھا جس میں مَیں نے وہ عہد کیا تھا...... اسی لاہور میں اور ویسے ہی تاریک حالات میں، مَیں اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتے ہوئے یہ اقرار کرتا ہوں کہ خواہ جماعت کو کوئی بھی دھچکا لگے، مَیں اس کے فضل اور اس کے احسان سے کسی اپنے صدمے یا اپنے دکھ کو اس کام میں حائل نہیں ہونے دوں گا بفضلہٖ تعالیٰ و بتوفیقہٖ و بنصرہٖ جو خدا تعالیٰ نے اسلام اور احمدیت کو قائم کرنے کا میرے سپرد کیا ہے"۔

قیام پاکستان کا اعلان ہوتے ہی جب قتل و غارت کا بازار گرم ہونے لگا تو حضورؓ نے پہلے جماعت کا مرکزی خزانہ بذریعہ ہوائی جہاز پاکستان منتقل کر دیا اور پھر حضرت ام المومنین اور خواتین مبارکہ کو بسوں کے ذریعہ لاہور بھجوا دیا۔ ۳۱؍اگست ۴۷ء کو بعض صائب الرائے افراد کے مشورہ پر حضرت مصلح موعودؓ قادیان سے سوا دو بجے روانہ ہو کر سہ پہر ساڑھے چار بجے لاہور پہنچ گئے۔ آپؓ فرماتے ہیں: "یہاں پہنچ کر مَیں نے پورے طور پر محسوس کیا کہ میرے سامنے ایک درخت کو اکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا نہیں، بلکہ ایک باغ کو اکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا ہے"۔

لاہور پہنچنے کے اگلے ہی روز حضورؓ نے جودھامل بلڈنگ میں ایک فوری میٹنگ طلب فرما کر "صدر انجمن احمدیہ پاکستان" کی بنیاد رکھی اور حسابات کی نگرانی اور غیر مسلم آبادی کی متروکہ جائیدادوں کو قانوناً حاصل کرنے کی فوری ہدایات دیں۔ اس کے بعد روزانہ دس بجے سے بارہ بجے دوپہر تک صدر انجمن احمدیہ کا اجلاس ہونے لگا۔ حضورؓ کی آمد کے اگلے ہی روز سے لنگرخانہ بھی کام کرنے لگا۔ ابتدائی مہینوں میں اشیاء پرمٹ پر ملا کرتی تھیں اور لنگر سے روزانہ چار سو افراد کھانا کھاتے تھے۔ ایک سال بعد ستمبر ۴۸ء میں یہ تعداد کم ہو کر تین سو روزانہ ہو گئی۔

۷؍ستمبر کو پہلی مجلس شوریٰ کا انعقاد لاہور میں ہوا جس میں حضورؓ نے پانچ گھنٹے تک خطاب فرمایا۔ اس مجلس شوریٰ میں پاکستان میں نیا مرکز ڈھونڈنے، قادیان سے عورتوں اور بچوں کے انخلاء اور مقامات مقدسہ کی حفاظت کے بارہ میں اہم فیصلے کئے گئے۔ مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب کو ناظر انخلاء آبادی مقرر کیا گیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ چندے نہیں آرہے تھے اس لئے حضورؓ نے اخراجات چلانے کے لئے بعض اقدامات کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ مکرم مولوی محمد صدیق صاحب کو ایک دوکان کھلوادی گئی اور وہ کافی عرصہ یہ کام کرتے رہے۔ اسی طرح مَیں بھی مالٹوں کا ٹرک بھر کر روزانہ واہگہ بارڈر پر جاتا اور اس سے جو آمد ہوتی اس کی رپورٹ حضورؓ کو دیتا۔

جلد ہی حضورؓ کے حکم پر لاہور ریڈیو اسٹیشن سے روزانہ شام سوا آٹھ بجے مکرم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت لاہور، قادیان کے حالات کے بارہ میں تازہ صورتحال پیش کرنے لگے۔ نیز ایک روزانہ بلیٹن کی اشاعت بھی شروع کر دی گئی۔

۱۳؍ستمبر سے بذریعہ ہوائی ڈاک انگلستان کے احمدیہ مشن کو اطلاعات بھجوانے کی ہدایت حضورؓ نے دی تاکہ وہاں سے تمام ممالک کے سفیروں کو مطلع کر کے احمدیوں کی مشکلات کے ازالہ کی کوششیں کی جاسکیں۔

۱۵؍ستمبر سے پاکستان سے روزنامہ "الفضل" کی اشاعت کا کام شروع ہوا۔ اکثر اداریے حضرت مصلح موعودؓ کے تحریر کردہ ہوتے تھے گو مصلحتاً ان پر آپؓ کا نام نہیں ہوتا تھا۔

۱۲؍ستمبر کے خطبہ جمعہ میں حضورؓ نے جماعت سے دو سو ٹرکوں کی فراہمی کا مطالبہ فرمایا تاکہ قادیان سے احمدی اور غیر احمدی عورتوں اور بچوں کو بحفاظت نکالنے کا کام کیا جاسکے۔ جماعت نے فوری طور پر حضور کی اس تحریک پر لبیک کہا۔

اسی اثناء میں حضورؓ کو جب فتح پور چوڑیاں کے مسلمانوں کے محاصرہ میں آنے کی خبر ملی اور معلوم ہوا کہ وہ لوگ خوراک کی قلت کے باعث موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں تو حضورؓ کے ارشاد پر ایک ہوائی جہاز کے ذریعہ پناہ گزینوں کو خوراک پہنچائی گئی اور اخبار "انقلاب" نے یہ خبر "پناہ گزینوں پر روٹیوں کی بارش" اور "احمدی طیارے کا کارنامہ" کے عنوان سے شائع کی۔

۲۰؍ستمبر ۴۷ء کو احمدی افراد کی ساری امانتیں بحفاظت پاکستان منتقل کر دی گئیں۔ حضورؓ کی ہدایات کی روشنی میں یہ معرکہ حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ نے سرانجام دیا۔

جلد ہی نور ہسپتال کا از سر نو اجراء بھی ہو گیا اور حضورؓ کی ہدایت پر ۲؍اکتوبر سے کارکنان کی ورزش جسمانی کا انتظام بھی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے زیر انتظام رتن باغ میں ہونے لگا۔

اس عرصہ میں حضورؓ نے نہایت قیمتی ارشادات فرمائے جن میں سے بعض یہ ہیں:-

☆ "ہر مبلغ جو اخبار لیتا ہے اس کا فرض ہے کہ اہم مضامین کے کٹنگ وہ (یہاں) بھیجے"۔

☆ "ایک چیز ہے جس پر اگر زور ہو تو میرا خیال ہے کہ جماعت تباہی سے بچ جائے گی، وہ نماز باجماعت کی ادائیگی ہے۔ اس سے وقت کی پابندی لازم ہو گی اور پھر اس سے ہر کام بروقت ہو گا"۔

☆ "شام والوں کو لکھا جائے کہ کبابیر والوں کو کسی نہ کسی طرح اطلاع دیں کہ تنگی کے دن ہیں، صبر سے گزار لیں اور کسی قیمت پر بھی کبابیر کی زمین یہود کے پاس فروخت نہ کریں"۔

☆ "کارکنان کو رخصت رعایتی جبراً دی جایا کرے تاکہ دماغ تازہ ہو جایا کرے"۔

نومبر ۴۷ء کے وسط میں دونوں ادارے جامعہ احمدیہ اور مدرسہ احمدیہ لاہور میں جاری کر دیئے گئے۔

یکم دسمبر ۴۷ء سے ۱۷؍جنوری ۴۸ء تک مختلف اوقات میں حضورؓ نے لیکچروں کا ایک سلسلہ جاری کیا جس میں پاکستان کے مستقبل کے حوالہ سے نہایت اہم ہدایات دیں۔ ان لیکچروں کی صدارت کرنے والوں میں جسٹس محمد منیر، سر فیروز خان نون، میاں سر فضل حسین، شیخ سر عبدالقادر وغیرہ شامل تھے۔ سر فیروز خان نون نے کہا "حضرت صاحبؓ کے دماغ کے اندر علم کا ایک سمندر موجزن ہے۔ انہوں نے تھوڑے وقت میں ہمیں بہت کچھ بتایا ہے"۔

اپنے تیسرے لیکچر میں حضورؓ نے فرمایا تھا: "مادری زبان میں تعلیم دی جائے۔ اس سلسلہ میں مشرقی پاکستان پر زور نہ دیا جائے کہ وہ ضروری اردو کو ذریعہ تعلیم بنائے ورنہ وہ پاکستان سے علیحدہ ہو جائے گا کیونکہ وہاں کے باشندوں کو بنگالی زبان سے ایک قسم کا عشق ہے"۔ وائے افسوس کے ناخدایان ملت نے اس نابغہ روزگار وجود کی بصیرت افروز رہنمائی سے اپنی راہ عمل کے چراغ روشن نہیں کئے۔

حضرت مصلح موعودؓ کا پاکیزہ بچپن

ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" مئی ۹۹ء میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے بچپن کے خوبصورت واقعات مکرم راجہ برہان احمد طالع صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ قریباً تین سال آپ سے انگریزی پڑھتے رہے اور مولوی صاحبؓ کا مکان آپؓ کے مکان سے ملحق تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حضورؓ کو ہدایت فرمائی تھی کہ "کسی کے ہاتھ سے کوئی کھانے کی چیز نہ لینا"۔ حضورؓ کو ویسے بھی سوال کرنا ناپسند تھا۔ چنانچہ جب بھی آپؓ کو پیاس لگتی تو آپؓ اٹھ کر اپنے گھر تشریف لے جاتے اور پانی پی کر واپس تشریف لاتے۔

ایک دفعہ بچپن کے ایام میں حضورؓ گھوڑے پر سوار ہوئے تو گھوڑا قصبہ سے نکلتے ہی بے لگام ہو گیا اور اُسے روکنے کی ہر کوشش بیکار گئی۔ اس حالت میں آپؓ نے دیکھا کہ گھوڑا جس طرف جارہا ہے اُس طرف ایک غیر آباد کنواں بغیر منڈیر کے ہے اور اس کے پاس ہی چند بچے کھیل رہے ہیں۔ آپؓ نے سوچا کہ اگر اپنی جان بچانے کی کوشش کرتا ہوں تو کئی بچوں کی جان ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ اُس وقت آپؓ نے فیصلہ کیا کہ اپنی جان کی پروا نہ کریں۔ چنانچہ گھوڑے کو سیدھا جانے دیا۔ خدا تعالیٰ نے فضل کیا اور سرپٹ دوڑتا ہوا گھوڑا عین کنوئیں کی منڈیر کے پاس پہنچ کر یکدم رُک گیا۔

حضورؓ فرماتے ہیں: "بعض لوگوں کی بچپن کی تربیت کا اب تک مجھ پر اثر ہے اور جب وہ واقعہ یاد آتا ہے تو بے اختیار ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ ایک دفعہ ایک لڑکے کے کندھے پر کہنی ٹیک کر کھڑا تھا کہ ماسٹر قادر بخش صاحبؓ نے جو مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے والد تھے، انہوں نے اس سے منع کیا اور کہا کہ یہ بری بات ہے۔ اس وقت میری عمر بارہ تیرہ سال کی ہو گی"۔

حضورؓ اپنے بچپن کا ایک مشغلہ یوں بیان فرماتے ہیں: "میں چھوٹا تھا مگر میرا مشغلہ یہی تھا کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھا رہتا اور آپ کی باتیں سنتا"۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
11/02/2000 - 17/02/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time.
For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 11th February 2000 — 5 Zulqa'Da

Time	Programme
00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50	Children's Corner: Yassarnal Quran Class Lesson No.9
01.05	Liqa Ma'al Arab: With Hazoor ®
02.15	Tabarukat:Speech JS 1965
03.10	MTA Life style
03.35	Urdu Class: With Hazoor No.188 Rec: 13.07.96
04.35	Learning Arabic Lesson 29
04.50	Homeopathy Class with Huzur, No. 93 ® Rec:04.04.95
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.50	Children's Corner: Yassarnal Quran Class Lesson No.9 ®
07.05	Quiz History of Ahmadiyyat: No.26
07.40	Siraiky Programme: Friday Sermon With Hazoor Rec: 05.02.99
08.45	Liqa Ma'al Arab: With Hazoor Rec: 03.02.00
09.55	Urdu Class: With Hazoor No.188 ® Rec:13.07.96
10.55	Indonesian Service: Tilawat, Hadith, more.....
11.25	Bangali Service:Discussion on Belief Of Ahmadiyyat – Episode 2
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00	Friday Sermon by Hazoor LIVE
14.00	Documentary: Attractions of Canada 'Lake Louise'
14.30	Majlis-e-Irfan: With Huzoor
15.30	Friday Sermon by Hazoor ®
16.30	Children's Corner: Class No. 13Part 1
17.00	German Service: Quran and Bibel
18.05	Tilawat, Hadith
18.30	Urdu Class: With Hazoor No.189 Rec: 14.07.96
19.35	Liqaa Ma'al Arab With Hazoor No.240 Rec: 25.15.96
20.35	Belgian Programme:Children's Class No.20
21.10	Documentary: Attractions of Canada 'Lake Louise'
21.45	Friday Sermon by Huzur, Rec: 11.02.00
22.55	Majlis e Irfan With Hazoor With Urdu Speaking Friends

Saturday 12th February 2000 — 6 Zulqa'Da

Time	Programme
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.35	Children's Corner No.13 Part 1
01.10	Liqa Ma'al Arab:With Hazoor No.240
02.10	Weekly Preview
02.20	Friday Sermon by Hazoor Rec:11.02.00®
03.20	Urdu Class: With Hazoor No.189
04.20	Computer for everyone - Part 36 ®
04.55	Majlis e Irfan
06.05	Tilawat, Darsul Hadith,Preview, News
07.05	Children's Corner: No.13 Part 1
07.35	MauritianProgramme
08.20	Documentary: Attractions of Canada 'Lake Louise'
08.55	Liqa Ma'al Arab: No. 240
09.55	Urdu Class: No.189
10.55	Indonesian Hour: Various Programmes
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Danish Lesson no.13
13.05	Mulaqat With Hazoor with German friends Rec: 04.12.99
14.05	Bengali Service
15.10	Children's Class With Hazoor Rec: 12.2.00
16.10	Quiz Khutabat –e- Imam Quiz From the 23rd and 30th October 1998 Khutba's
16.40	Hikayat-e-Shereen: Story No. 12
16.50	German Service
18.05	Tilawat, Darsul Hadith, Preview
18.25	Urdu Class: With Hazoor No.190 Rec:19.07.96
19.40	Liqa Ma'al Arab: Rec:30.12.96 Session No. 241
20.50	Philosophy Of The Teachings Of Islam No. 13
21.25	Children'sClass:With HazoorRec:12.02.00
22.25	MTA Variety
22.55	Mulaqat with Hazoor with German friends

Sunday 13th February 2000 — 7 Zulqa'Da

Time	Programme
00.05	Tilawat, News
00.45	Quiz Khutabat –e- Imam Quiz From the 19th and 26th June 1998 Khutba's
01.05	Liqaa Ma'al ArabWith Hazoor Rec:30.12.96 Session No. 241
02.10	Canadian Horizon: Class No.33
03.10	Urdu Class with Hazoor No.190 Rec:19.7.96
04.15	Seeratun Nabi (saw)
04.20	Learning Danish: ®
04.55	Children's Mulaqat with Huzoor Rec: 12.02.00
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
07.10	Quiz Khutabat –e- Imam Quiz From the 19th and 26th June 1998 Khutba's Rec: 04.02.00®
07.25	Mulaqat with Hazoor with German Friends Rec: 04.12.99
08.25	Documentary
08.49	Liqa Ma'al Arab With Hazoor No. 241 Rec: 30.12.96
09.50	Urdu Class With Hazoor No.190Rec:19.7.96
10.55	Indonesian Service:
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Chinese
13.10	Friday Sermon:With Hazoor Rec:11.02.00
14.10	Bengali Service
15.10	Mulaqat with HazoorWith Young Lajna
16.20	Children's Corner: With Hazoor
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.25	Urdu Class:With HazoorNo.191Rec:20.7.96
19.40	Liqa Ma'al Arab: With Huzoor Rec:31.12.96 Session No. 242
20.40	Albanian Programme 'Introduction of Islam'
21.10	Dars ul Quran by Hazoor: No.19 Rec: 23.02.95
22.55	Mulaqat With Hazoor With Young Lajna

Monday 14th February 2000 — 8 Zulqa'Da

Time	Programme
00.05	Tilawat, Darsul Malfoozat, News
00.35	Children's Corner: With Hazoor No.53 Final Part Rec: 24.02.96
01.10	Liqa Ma'al Arab No. 242 Rec: 31.12.96
02.10	MTA Variety:'Different Types Of Camera'
03.00	Urdu Class with Hazoor No.191 Rec:20.7.96
04.15	Learning Chinese
04.50	Mulaqat with HuzoorWith Young Lajna
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.35	Children's Corner With Hazoor No.53 Rec: 24.02.96
07.05	Dars ul Quran by Hazoor No.19Rec.23.2.95
08.40	Liqa Ma'al Arab: with Hazoor Rec:31.12.96 Session No. 242
09.40	Urdu Class with Huzoor Rec:20.07.96 No.191
10.55	Indonesian Service: F/S By Hazoor
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Norwegian Lesson no.51
13.10	Mulaqat with Huzoor With young Lajna Rec: 07.02.00
14.10	Bengali Service
15.10	Homeopathy Class With Hazoor No.94
16.15	Children's Corner: Mulaqat With Hazoor Class No.54 Rec: 02.03.96
16.50	German Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.10	Urdu Class: With Hazoor No. 192 Rec: 02.08.96
19.10	Liqaa Ma'al Arab No. 243 Rec: 01.01.97
20.15	Turkish Programme
20.45	Islamic Teachings
21.25	Mulaqat with Hazoor With young Lajna
22.25	Learning Norwegian Lesson no.51
22.55	Homeopathy Class No.94

Tuesday 15th February 2000 — 9 Zulqa'Da

Time	Programme
00.05	Tilawat, Dars UL Hadith, News
00.40	Children's Corner: With Hazoor
01.10	Liqaa Ma'al Arab:No. 243 Rec: 01.01.97
02.20	MTA Sports Kabaddi
03.0	Urdu Class with Hazoor No.192 Rec: 02.08.96®
04.25	Learning Norwegian
04.55	Mulaqat with Hazoor With French Speaking Friends
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.35	Children's Corner
07.05	Pushto Programme: F/S Rec: 21.08.98
08.15	Islamic Teachings: 'Tahta Quesariya'
08.50	Liqa Ma'al Arab: With Hazoor No. 243 Rec: 01.01.97
09.55	Urdu Class with Hazoor No.192 Rec:02.8.96
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Swedish: Lesson No. 36
13.00	Mulaqat With Hazoor (Bengali) Rec: 07.02.00
14.00	Bengali Service
15.00	Tarjumatul Quran Class No. 65 Rec: 29.06.95
16.05	Children's Corner
16.06	16.35 Children's Corner: Yassarnal Quran Class, No.10
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.25	Urdu Class with Huzoor Rec:03.08.96 Class No. 193
19.30	Liqaa Ma'al Arab with Hazoor No.244 Rec: 06.01.96
20.30	Norwegian Programme 'Islamic Usul Ki Philosophy No. 3'
21.00	Mulaqat with Bengali Speaking Friends Rec: 08.02.00
22.00	Hamari Kaenat No.33
22.30	Tarjumatul Quran Class No.65 Rec:29.06.95
23.35	Learning Swedish Lesson No. 36

Wednesday 16th February 2000 — 10 Zulqa'Da

Time	Programme
00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.40	Children's Corner- Yassarnal Quran Class Session No: 10 ®
01.00	Liqa Ma'al Arab No.244 Rec: 06.01.97
02.05	Mulaqat With Bengali Speaking Friends Rec: 08.02.00
03.05	Urdu Class: Lesson No.193 ®
04.20	Learning Swedish: Lesson No. 36
04.50	Tarjumatul Quran Class No.65
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.40	Children's Corner –Yassarnal Quran Class Lesson No: 10 ®
07.00	Swahili Programme: Muzakhra Part 2
08.05	Hamari Kaenat: Solar System Observation
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No. 244 ®
09.55	Urdu Class: Lesson No. 193 ®
10.55	Indonesian Service: Various Items
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Spanish: Lesson No. 21
13.05	Mulaqat With Hazoor With Atfal Rec: 09.02.00
13.55	Bengali Service: Various Items
14.55	Tarjumatul Quran class No. 66 Rec: 05.07.95
16.05	Children's Corner: Guldasta
16.30	Children's Corner 'Bait Bazi' Final
17.00	German Service: Rogen Bogen,......
18.05	Tilawat,
18.30	Urdu Class: Lesson No.194
19.30	Liqaa Ma'al Arab No. 245 Rec: 07.01.97
20.40	MTA France: Aurore, Les Prophets
21.00	Mulaqat:With Hazoor with Atfal Rec: 09.02.00
21.55	Durr-e-Sameen No. 13 Part 4
22.25	Tarjumatul Quran class No. 66 ®
23.30	Learning Spanish: Lesson No. 23

Thursday 17th February 2000 — 11 Zulqa'Da

Time	Programme
00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.35	Children's Corner: Guldasta ®
01.00	Liqa Ma'al Arab No.245
02.00	Mulaqat With Hazoor Bengali With Atfal Rec: 09.02.00
03.05	Urdu Class: Lesson No.194 ®
04.20	Learning Spanish: Lesson No. 22
04.50	Tarjumatul Quran class No. 66 ®
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.35	Children's Corner: Guldasta ®
07.05	Sindhi Programme: Friday Sermon Rec.14.05.99
08.05	Durr-e-Sameen No. 13 Part 4 ®
08.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.245 ®
09.50	Urdu Class: Session No.194 ®
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8870 8517

Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 | Friday, February 11, 2000 | Issue No. 6

مولوی منظور چنیوٹی نے غلط استدلال پیش کئے ہیں

اسلم قریشی کے اغوا پر بھی انہوں نے ایسا بیان دیا تھا جو غلط ثابت ہوا

(لندن):۔(پریس ریلیز) بعض پاکستانی اخبارات میں شائع شدہ مولوی منظور چنیوٹی کے اس بیان پر کہ "اگر قادیانیت کے خلاف میرے حوالے غلط ہوں تو مجھے گولی مار دو اور زبان اور بازو کاٹ دو"۔(روزنامہ اوصاف ۹/دسمبر ۱۹۹۹ء) پر تبصرہ کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے نمائندہ رشید احمد چوہدری نے کہا کہ مولوی صاحب شہرت حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ ایسے بیان دیتے رہتے ہیں۔گولی کھانے کا شوق انہیں بہت پرانا ہے۔اسلم قریشی کی گمشدگی کے موقع پر بھی انہوں نے اخبارات میں بار بار یہ اعلان شائع کرایا تھا کہ اس سازش میں جماعت احمدیہ کا ہاتھ ہے اور کہا تھا کہ "مجاہد اسلام اسلم قریشی کی گمشدگی کے سلسلہ میں مرزا طاہر احمد کو شامل تفتیش کیا جائے"۔اور یہ بھی کہا تھا "ہم نے حکومت کو چھ آدمیوں کے نام تفتیش کے لئے دئے تھے جن میں مرزا طاہر احمد شامل ہے۔اگر ان چھ میں ملزم بر آمد نہ ہو تو ہم سر بازار گولی کھانے کو تیار ہیں"۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۸/فروری ۱۹۸۴ء)

جماعت احمدیہ کے نمائندے نے کہا کہ ساری دنیا جانتی ہے کہ اسلم قریشی ایران پاکستان کی سرحد پر خود منظر عام پر آگیا اور بیان دیا کہ اسے کسی نے اغوا نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی نامساعد حالات کے باعث ملک چھوڑ گیا تھا۔حکومت نے اسے ٹی وی پر دکھایا اور اس طرح مولوی منظور چنیوٹی کے بیان کی حقیقت دنیا پر واضح ہو گئی حتی کہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں ایک ممبر نے منظور چنیوٹی کو اس بیان کا حوالہ دے کر ان کے کذاب ہونے کی نشان دہی کرتے ہوئے ان سے جواب مانگا مگر چنیوٹی صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔حالانکہ دیانتداری اور غیرت کا تقاضا تھا کہ یا تو وہ اپنی غلطی کا اعتراف کر لیتے یا پھر وہ اپنے آپ کو سر بازار گولی کھانے کے لئے حکومت کے پاس پیش کر دیتے۔

رشید احمد چوہدری نے کہا کہ مولوی منظور چنیوٹی نے ایک بار پھر ایسا ہی بیان اخبارات میں شائع کرایا ہے جس کی کوئی وقعت نہیں۔انہوں نے ادھورے حوالے جماعت احمدیہ کے مخالفین کی کتب سے نقل کر کے قوم کو گمراہ کرنے کے لئے غلط استدلال پیش کیا ہے۔جماعت احمدیہ کے نمائندہ نے کہا کہ خداتعالیٰ کی تقدیر کی گولی تو ان کو کئی دفعہ لگ چکی ہے مگر پھر بھی وہ حقیقت کو چھپانے اور جھوٹ پھیلانے سے باز نہیں آتے۔

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

مغربی افکار کی یلغار اور تماشائی مُلّا

مولوی زاہد الراشدی "ٹریڈ مارکہ اسلام" کے علمبردار ہیں اور اسی لئے وہ جماعت احمدیہ کو مسلمان نہیں سمجھ سکتے۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

اے مدعی نہیں ہے ترے ساتھ کردگار
یہ کفر تیرے دیں سے ہے بہتر ہزار

اس "ٹریڈ مارکہ اسلام" کے خدوخال جناب راشدی صاحب نے درج ذیل الفاظ میں نمایاں کئے ہیں:

"ہمارے سیاسی نظام کی بنیاد خلافت پر ہے لیکن ہم میں سے کوئی آج خلافت کے حوالہ سے بات نہیں کرتا حتی کہ علماء کرام کی زبان پر بھی جمہوری نظام کی باتیں ہیں۔ ہم اسلامی نظام کے نعرے لگاتے ہیں لیکن اجتماعی زندگی میں مذہب کی عملداری قبول کرنے کے لئے تیار نہیں"۔

"سیکولر دانشور ہمیں سُود کا متبادل پیش کرنے کا چیلنج کر رہے ہیں۔اسلامی قوانین کو وحشیانہ اور ظالمانہ قرار دے رہے ہیں اور انسانی حقوق کے حوالے سے اسلامی نظام کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر ہمیں سرے سے ان مسائل کا ادراک ہی نہیں"۔

(ہفت روزہ 'ندائے خلافت' ۱۲۔۱۸/اگست ۱۹۹۹ء صفحہ۵)

☆......☆......☆

ڈاکٹر اسرار اور حضرت عیسیٰ کی شان میں گستاخی

گزشتہ سال ڈاکٹر اسرار احمد نے ۲۷/اگست ۱۹۹۹ء کو لیگز نگٹن (امریکہ) میں لیکچر دیا جس میں بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پیغمبر اسلام کا مقصد دراصل ایک ہی ہے یعنی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنا۔فرق فقط اتنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے"۔(ہفت روزہ 'ندائے خلافت' ۳۰/ستمبر تا ۱۶/اکتوبر ۱۹۹۹ء صفحہ ۸)

یہ خیال خدا کے اس برگزیدہ نبی کی سر تا پا توہین اور قرآنی تاریخ کے قطعی طور پر خلاف ہے۔کیونکہ کتاب اللہ نے آپ کو "رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیٓ اِسْرَآئِیْلَ" قرار دے کر "وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا" کے خطاب سے نوازا ہے۔(آل عمران : ۴۶۔۵۰) اور ان کا مقصد بعثت امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے ظہور قدسی کی بشارت دینا بتلایا ہے (الصف:۷)۔اس فریضہ کی بجاآوری کا آپ نے حق ادا کر دیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ آیت قرآنی "وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا" کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس کا ترجمہ یہ ہے کہ دنیا میں بھی مسیح کو اس کی زندگی میں وجاہت یعنی عزت اور مرتبہ اور عام لوگوں کی نظر میں عظمت اور بزرگی ملے گی اور آخرت میں بھی .... واقعی اور سچی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس بدبخت قوم (فلسطین کے یہود۔ناقل) کے ہاتھ سے نجات پاکر جب ملک پنجاب کو اپنی تشریف آوری سے فخر بخشا تو اس ملک میں خدائے تعالیٰ نے ان کو بہت عزت دی اور بنی اسرائیل کی وہ دس قومیں جو گم تھیں اس جگہ آکر ان کو مل گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل اس ملک میں آکر اکثر ان میں سے بدھ مذہب میں داخل ہوگئے تھے............ سو اکثر ان کے حضرت مسیح کے اس ملک میں آنے سے راہ راست پر آگئے اور چونکہ حضرت مسیح کی دعوت میں آنے والے نبی کے قبول کرنے کے لئے وصیت تھی اس لئے وہ دس فرقے جو اس ملک میں آکر افغان اور کشمیری کہلائے آخر کار سب کے سب مسلمان ہو گئے"۔

(مسیح ہندوستان میں روحانی خزائن جلد۱۵ مطبوعہ لندن صفحہ ۵۳)

☆......☆......☆

معصوم بیٹا سنگدل مُلّا کے ہاتھوں قتل

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی شائع کردہ ایک لرزہ خیز خبر اور خونچکاں حادثہ

"احسان اللہ گیارہ سالہ طالب علم تھا۔ وہ گاؤں سلیم آباد سخاکوٹ (مالاکنڈ) میں اپنے باپ مولوی سراج الحق کے ساتھ رہائش پذیر تھا۔ ۸/جولائی کی شام وہ اپنے باپ مولوی سراج الحق سے قرآن مجید کی تلاوت کا درس لے رہا تھا۔ تلاوت کے دوران احسان اللہ سے غلطی سرزد ہو گئی۔ جس پر اس کے باپ نے اسے اتنا مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔ایک رات وہ بیہوش گھر میں پڑا رہا۔ دوسرے دن گاؤں کے لوگوں نے اسے درگئی ہسپتال میں داخل کروادیا۔ جہاں وہ ایک دن زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہا اور ۱۰/جولائی کو چوٹوں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہسپتال میں دم توڑ دیا"۔(رسالہ 'جہد حق' ۸/اگست ۱۹۹۹ء صفحہ ۳۸)

☆......☆......☆

مصر کی تشدد پسند "الجماعة الاسلامیه"

جماعت اسلامی کے ترجمان رسالہ "ترجمان القرآن"۔لاہور ستمبر ۱۹۹۹ء میں ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی رقمطراز ہیں:۔

"سیاسی پارٹیوں اور دینی جماعتوں کی تشکیل کی اجازت ملی تو مصر میں جماعة التکفیر والهجرة اور الجماعة الاسلامیه کے نام سے دو نئی جماعتیں وجود میں آئیں۔ مقدم الذکر جماعت .... کے افراد نے انتہائی ماہرانہ منصوبہ بندی اور جرأت کے ساتھ انور سادات کو قتل کیا تھا۔ اس طرح اپنے مقاصد کے حصول کے لئے وہ تشدد کے قائل تھے اور یہی فکر الجماعة الاسلامیه کا بھی ہے۔

مصر میں گزشتہ چند سالوں میں غیر ملکی سیاحوں کے متعدد غیر انسانی اور افسوس ناک قتل کے واقعات ہوئے ہیں ان میں یہی دو جماعتیں یا اور تشدد پسند دینی عناصر ملوث رہے ہیں"۔

ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔